

# متعدہ کی حقیقت

تالیف

فضیلۃ الشیخ / عثمان بن محمد النخعیس حفظہ اللہ

ترجمہ

فضل الرحمن رحمانی الندوی

فاضل جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ



تم إعداد هذا الكتاب بالتعاون مع:

موقع البرهان: [www.alburhan.com](http://www.alburhan.com)

موقع العقيدة: [www.aqeedeh.com](http://www.aqeedeh.com)

مُحْفَوظَةٌ  
جَمِيعُ حَقُوقِ

لا يسمح بالنشر الإلكتروني أو المطبوع إلا بعد الرجوع والإستئذان من أحد الموقعين

|   |   |               |
|---|---|---------------|
| متعہ کی حقیقت   | : | نام کتاب      |
| فضیلۃ الشیخ عثمان بن محمد النخعیس حفظہ اللہ                         | : | مصنف          |
| فضل الرحمن رحمانی ندوی مدنی   | : | ترجمہ و تلخیص |
| عقیدہ لائبریری <a href="http://www.aqeedeh.com">www.aqeedeh.com</a> | : | ناشر          |
| 2010ء   | : | سال طبع       |
| 20 ہزار   | : | تعداد         |

## فہرست مضامین

- 2 ..... کل حقوق محفوظہ ❀
- 3 ..... سال طبع ❀
- 4 ..... فہرست مضامین ❀
- 12 ..... متعہ کی حرمت کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے ❀
- 12 ..... کتاب اللہ سے متعہ کی حرمت کے دلائل کا بیان ❀
- 15 ..... از روئے حدیث متعہ کی حرمت ❀
- 16 ..... حرمت متعہ از روئے اجماع ❀
- 16 ..... شیعہ کے دلائل ❀
- 19 ..... شیعہ دلائل کا تنقیدی جائزہ ❀
- 30 ..... شیعہ حضرات کی دوسری دلیل ❀
- 34 ..... احادیث صحیحہ پر شیعہ اعتراضات ❀
- 36 ..... شیعہ کتب کا مطالعہ ❀
- 42 ..... شیعہ کے علماء و رجال ❀
- 43 ..... شیعہ کی جرح تعدیل ❀
- 48 ..... حرمت متعہ میں روایت علی b ❀
- 57 ..... قرآن کا سنت سے نسخ؟ ❀
- 60 ..... شیعہ کے نزدیک متعہ کی فضیلت ❀
- 61 ..... ہاشمی عورت سے متعہ ❀

- 62 ----- ✽ مجوسی عورت سے متعہ
- 62 ----- ✽ شادی شدہ عورت سے متعہ
- 62 ----- ✽ زنا کار عورت سے متعہ
- 66 ----- ✽ مدت متعہ کی حد بندی
- 67 ----- ✽ عدم جماع کی شرط پر متعہ
- 68 ----- ✽ متعہ اور نکاح شرعی میں فرق
- 76 ----- ✽ شریعت محمدیہ میں ان خرافات کی گنجائش نہیں
- 78 ----- ✽ متعہ کے مفاسد!
- 83 ----- ✽ نکاح اور متعہ میں بنیادی فرق

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

إن الحمد لله نحمده ونستعينه ونستغفره ونعوذ بالله من شرور أنفسنا ومن سيئات أعمالنا من يهده الله فهو المهتدي ومن يضله فلا تجد له وليا مرشدا وأشهد أن لا إله الا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمدا عبده ورسوله۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

”(اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اُس سے ڈرنے کا حق ہے۔ اور حالت اسلام ہی تمہیں موت آنی چاہیے۔“

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ج وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾

(النساء: ۱)

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کیا اور ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بھی بچو، بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔“

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ه يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَ مَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب: ۷۰، ۷۱)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور سیدھی سیدھی (سچی) باتیں کیا کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے کام سنو اور دے اور تمہارے گناہ معاف فرمادے اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کرے گا اس نے بڑی کامیابی حاصل کر لی۔“  
معزز قارئین اللہ تبارک تعالیٰ اپنی کتاب عزیز میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ﴾

(الروم: ۲۱)

”اور اللہ کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کر دی۔ یقیناً غور و فکر کرنے والوں کے لئے اس میں بہت سی نشانیاں ہیں۔“  
عالم انسانی کی نظر میں خاندان محور کی حیثیت رکھتا ہے یہ ایک ہی آدمی سے شروع ہوا ہے پھر اللہ تعالیٰ تبارک نے اسی شخص سے اس کی بیوی کو پیدا کیا یوں اللہ تعالیٰ نے ایک خاندان کی تشکیل فرمائی۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ج وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ ط إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء: ۱)

”اے لوگو! اپنے پروردگار سے ڈرو، جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی کو پیدا کر کے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پھیلا دیں اس اللہ سے ڈرو جس کے نام پر ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور رشتے ناطے توڑنے سے بچو بے شک اللہ تم پر نگہبان ہے۔“

اس سے معلوم ہوا کہ شادی بیاہ ایک خاندان کی بنیاد فراہم کرتا ہے اور یہی معاشرے کی بنیادی اکائی بھی ہے۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا﴾ (الفرقان: ۵۴)

”یہ اللہ ہی کی ذات ہے جس نے پانی سے انسان کی تخلیق فرمائی ہے پھر اسے

حسب و نسب اور ازدواجی رشتوں والا بنا دیا۔“

اس مختصر سی تمہید کے بعد ہمیں بخوبی پتہ چل گیا کہ کتاب و سنت میں اسلام نے خاندانی

نظام کے قیام پر کتنا زور دیا ہے اب ہم اپنے موضوع کی طرف لوٹ کر آتے ہیں۔ ہمارا

موضوع ہے ”متعہ کی شرعی حیثیت۔“

”متعہ نام ہے اس اتفاق کا جو مرد و عورت کے درمیان اس شرط پر طے پائے کہ مرد اس

عورت سے جس سے وہ معاملہ طے کر رہا ہے ایک متعین مال کے بدلے مخصوص مدت کے لئے

اپنی جنسی شہوت پوری کرے گا اس کے بعد اسے چھوڑ دے گا اور اس عورت سے اس کا کچھ تعلق

نہیں رہے گا۔“

متعہ ایسی بیماری ہے جو سوسائٹی کے اندر ایک ناسور کی حیثیت رکھتی ہے اس پر معاشرے

کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی (الایہ کہ اشتراکی نظام رائج ہو جہاں ہر میدان میں عورت مرد کے

شانہ بشانہ کھڑی ہو) مگر اسلام کے اندر اس کو بنیاد بنا کر خاندان و برادری کی اساس نہیں رکھی

جاسکتی اور نہ ہی اس کے ملبے پر حسب و نسب کی عمارت استوار ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس کو کسی

گھر کی خشت اول قرار دیا جاسکتا ہے۔

روئے زمین پر کوئی شخص چاہے کتنا ہی گیا گذرا کیوں نہ ہو؟ وہ کبھی بھی یہ چیز گوارا نہیں

کر سکتا کہ کوئی شخص اس کی بہن یا ماں سے (غیر شرعی طریقہ پر) تعلق استوار کرے اور ان کا

جنسی استحصال کرے (ہمیں تعجب ہے کہ فقہائے وقت اور مجتہدین زمانہ نے امت کی بہن



بیٹیوں کے ساتھ کیونکر اس کو حلال قرار دیا ہے؟) اللہ تعالیٰ نے اس پوری کائنات کو انسان کی خاطر وجود بخشا ہے (پھر ان لوگوں کو کیا حق پہنچتا ہے کہ صنف نازک کو ہوس پرستوں کے ہاتھوں کھلونا بنا کر بیچ دیں)۔

اس سلسلہ میں نبی کریم ﷺ سے صراحت کے ساتھ منقول ہے کہ حلالہ کروانے والے اور حلالہ کی خدمت انجام دینے والے پر اللہ کی لعنت ہے یہ حرمت کسی اور بنیاد پر نہیں ہے بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ حلالہ صرف مرد اور عورت کے لئے جنسی تسکین پوری کرنے کا ذریعہ ہے اس میں مرد اور عورت غریزہ شہوانی کی آگ بجھاتے ہیں اس لئے اس کو شرعاً حرام قرار دیا گیا ہے شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ عبادات میں متعہ کا مرتبہ افضل و اشرف ہے گویا کہ ان کے نزدیک یہ افضل ترین عبادت ہے اور اس کی فضیلت و اہمیت کے ثبوت میں شیعہ حضرات دلیلیں بھی پیش کرتے ہیں جس کا مفصل بیان آ رہا ہے۔

اگر انسان عقل و خرد سے کام لے اور متعہ کے بارے میں غور و فکر کر کے اس کے خدو خال پر نظر دوڑائے تو اس کو پتہ چل جائے گا کہ اس عقیدہ کے اندر کتنے مفسد روپوش ہیں ہم آئندہ اس کا مفصل بیان کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور اس بات میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں کہ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ عقیدہ متعہ اہل بیت علیہم السلام کے لئے باعث عزت و شرف اور ائمہ کرام علیہم السلام کے لئے اعزاز و اکرام کا ذریعہ ہے ایسے لوگ اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں اور اپنے اس اعتقاد کی وجہ سے وہ ائمہ علیہم السلام نیز اہل بیت رضی اللہ عنہم جمعین کی اہانت کے مرتکب ہیں اور ان کی شان میں گستاخی اور ان پر دروغ گوئی اور تہمت طرازی کی سازش میں مبتلا ہیں۔

کیا کسی مسلمان عورت کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ وہ اپنے اوقات کو شریعت محمدیہ کے نام پر مردوں کی گودیاں کے پہلو گرم کرنے میں گزارتی پھرے۔

نہیں ایسا ہرگز نہیں بلکہ اسلام تو آیا ہی اس لیے ہے کہ وہ لوگوں کو کفر کی تاریکیوں سے

نکال کر اسلام کے نورانی سایہ میں لا کر کھڑا کر دے اور ذلت کی دلدل سے چھٹکارہ دلا کر عزت و شرف کی راہ پر گامزن کر دے اور عقیدہ متعہ کا منشاء و مقصد یہ ہے کہ صنف نازک کی عزت و حرمت کو پامال کر کے اسے کسی قابل نہ چھوڑا جائے اس کی حیثیت بے وقعتی کی چادر میں ضم ہو کر اپنا دم توڑ دے اور ہر وقت وہ بطور کھلونائے نئے ہاتھوں میں جا کر ان کے بستروں کو گرماتی رہے بلکہ وہ ایسی مجبور و لاچار ہو جائے کہ ہر دن اور ہر لمحہ کسی کی گود میں بیٹھ کر اس کے لئے کھیل کود کا سامان مہیا کرے۔

اسی لئے اگر ہم چشم پینا سے دیکھیں تو ہمیں متعہ (فحاشی کے اڈوں اور یورپ کے کلبوں) میں بس اتنا فرق نظر آتا ہے کہ یورپ میں فحاشی کے اڈوں کی قانون حمایت کرتا ہے اور وہاں کا نظام اس کی اجازت فراہم کرتا ہے اور شعیوں کا خیال ہے کہ محمد ﷺ کی شریعت، متعہ جیسے فعل کی پشت پناہی کرتی ہے۔

اس میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ اس قسم کا نظریہ نبی کریم ﷺ پر اور آپ ﷺ کی شریعت پر بہتان عظیم ہے اس قسم کی دروغ گوئی وہی شخص کر سکتا ہے جس کو دین محمدی ﷺ سے کوئی لگاؤ نہ ہو بلکہ وہ نام کا مسلمان ہو۔

ہمیں اس بات کا اعتراف ہے کہ کسی زمانے میں متعہ مباح تھا اس کے بعد اسے ہمیشہ کے لئے حرام قرار دے دیا گیا جیسا کہ شراب ایک زمانے میں حلال تھی مگر اس کے بعد شریعت نے اسے حرام قرار دیا اب شراب نوشی باجماع امت حرام ہے اسی طرح متعہ باجماع امت حرام ہے اس میں دورائے نہیں جو اس کے خلاف ہے وہ اجماع امت کے خلاف ہے۔

لیکن اُن نام نہاد فرقوں میں سے کہ جو اپنی نسبت اسلام کی طرف کرتے ہیں ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو متعہ کی حرمت سے انکار کرتا اور اسے حلال قرار دیتا ہے۔

اگر تاریخ اٹھا کر دیکھی جائے تو پتہ یہ چلتا ہے کہ اسلام اور شریعت محمدیہ کی طرف نسبت

کرنے والے تمام کے تمام فرق متعہ کی حرمت کے قائل ہیں یہاں تک کہ شیعہ فرقوں میں سے تمام فرق بھی متعہ کی حرمت کے قائل ہیں سوائے اثنا عشریہ کے کہ یہ فرقہ اپنی ڈھٹائی کی وجہ سے کسی صورت میں بھی متعہ کی حرمت کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہے۔

اگرچہ باطل فرقوں یعنی اسماعلیہ، زید یہ اور خوارج وغیرہ کے اختلاف اہل سنت و الجماعت کے اجماع کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتے اور نہ ہی ان کا اختلاف اجماع امت پر اثر انداز ہوتا ہے پھر بھی یہ بات قابل بیان ہے کہ ان تمام باطل فرقوں میں سے صرف اثنا عشریہ ہی متعہ کے قائل ہیں باقی فرقے اسے حرام قرار دیتے ہیں۔



## متعہ کی حرمت کتاب و سنت اور اجماع سے ثابت ہے

کتاب و سنت اور اجماع سے تو اس کی حرمت کا اثبات ملتا ہی ہے اس کے ساتھ ساتھ عقل سلیم بھی متعہ کی حلت کو ماننے کے لئے تیار نہیں بلکہ انسان اگر سلیم الطبع اور صاحب عقل ہے تو وہ کبھی بھی اس کی حلت کا قائل نہیں ہو سکتا۔

کتاب اللہ سے متعہ کی حرمت کے دلائل کا بیان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ  
أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ  
الْعَادُونَ ۝﴾ (المعارج: ۲۹ تا ۳۱)

”اور جو لوگ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ہاں ان کی بیویوں اور لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔ اب جو کوئی اس کے علاوہ اور (راستہ) ڈھونڈھے گا تو ایسے لوگ حد سے گزر جانے والے ہوں گے۔“

مذکورہ آیات سے پتہ یہ چلا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنسی تسکین کے لئے دو جائز طریقوں کو حلال قرار دیا ہے ایک بیوی اور دوسری ”ملک یمین“ یعنی لونڈی لہذا اہل ایمان کی امتیازی شان یہ ہے کہ وہ جنسی تکمیل و تسکین کے لئے ناجائز ذریعہ اختیار نہیں کرتے اگر کوئی شخص کوئی دوسری راہ اختیار کرتا ہے تو اس کو باغی یا حدود الہیہ کو پامال کرنے والا تصور کیا جائے

گا گویا کہ وہ ہوس پرستی میں حد سے زیادہ تجاوز کر چکا ہے اور اسے اللہ کی حدود تک کا کوئی لحاظ نہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قول سے لوگوں کو باور کرا دیا ہے:

﴿فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْعَادُونَ ۝﴾ (المعارج: ۳۱)  
 ”جو کوئی اس کے علاوہ کوئی اور راستہ ڈھونڈھے گا تو اس کا شمار حد سے تجاوز کر جانے والوں میں ہوگا۔“

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاجِلٌ لَّكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسْفِحِيْنَ ۝﴾ (النساء: ۲۴)

”اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں ہیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کر سکتے ہو، برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی یا شناسائی کرنے کے لئے۔“

اور متعہ سراسر شہوت رانی اور شناسائی ہے اس میں دورائے نہیں اسی لیے متعہ کرنے والے کو محسن نہیں کہا جاسکتا کیونکہ متعہ شادی کے قائم مقام نہیں ہو سکتا اس لئے کہ یہ نکاح شرعی نہیں ہے لہذا اس طرح عورت سے استمتاع اور تلذذ ناجائز ہے اس کا مفصل بیان ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ صفحات میں آ رہا ہے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً اَنْ يَنْكِحِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَيَنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيَاتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ ۝﴾ (النساء: ۲۵)

”اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی پوری وسعت و طاقت نہ ہو تو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو اپنا نکاح کر لے۔“

جو لوگ لونڈیوں سے نکاح کے عدم جواز کے قائل ہیں کیا ان کی نظروں سے یہ آیت مخفی رہ گئی کہ اللہ تعالیٰ صراحتاً اس آیت میں ان لوگوں کی اس جانب توجہ مبذول کر رہا ہے جو لوگ پاک دامن عورتوں سے نکاح کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے ان کو چاہئے کہ وہ لونڈیوں سے نکاح کر لیں جبکہ لونڈیوں سے نکاح کرنا نکاح متعہ سے کہیں زیادہ مہنگا اور قیمتی ہے۔

تو پتہ یہ چلا کہ اگر نکاح متعہ بہتر ہوتا، اس میں خیر کا پہلو ہوتا یا اس کی حلت باعث خیر ہوتی تو اللہ تعالیٰ لونڈیوں سے نکاح کی ترغیب دینے کے بجائے نکاح متعہ کی ترغیب دیتا لیکن اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ کا نکاح کی وسعت نہ ہونے کی صورت میں لونڈیوں سے نکاح کی طرف توجہ مبذول کرانا اس بات کی دلیل ہے کہ شریعت کے نزدیک نکاح متعہ کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَيْسَتَعَفِيفُ الَّذِينَ لَا يَجِدُونَ نِكَاحًا حَتَّىٰ يُغْنِيَهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ ۝﴾ (النور: ۳۳)

”اور ان لوگوں کو پاک دامن رہنا چاہئے جو اپنا نکاح کرنے کی طاقت نہیں رکھتے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے مالدار بنا دے۔“

یہاں پر اللہ تعالیٰ نے (ولیسستمع) نہیں کہا (مراد یہ کہ اگر متعہ حلال ہوتا تو اللہ تعالیٰ پاکدامنی کے بجائے متعہ کرنے کا حکم دیتا) حالانکہ (لیستمع) اور (لیستمع) دونوں میزان صرنی کے اعتبار سے ایک وزن کے کلمات ہیں لیکن دونوں کے معنی میں زمین آسمان کا فرق ہے (پہلے کلمہ سے مراد استمتاع کرنا یا تلذذ حاصل کرنا ہے) اور دوسرے کلمہ سے مراد (پاک دامنی ہے) اس سے مراد صحبت و مباشرت کے بعد کا استمتاع و تلذذ ہے۔

لیکن اس کے باوجود شارع حکیم کا یہ کہنا کہ (ولیسستمع الذین لایجدون نکاحاً حتیٰ یغنیہم اللہ من فضلہ) اور (لیستمع) کی جگہ (لیستمع) کا

صیغہ استعمال نہ کرنا اگرچہ متعہ (نکاح) سے سہل اور آسان ہے اس میں خرچہ بھی بہت کم ہے اس میں متعہ کرنے والے کے لئے مستطیع ہونے کی بھی ضرورت نہیں ہے بلکہ تھوڑے سے خرچہ میں اسے بروئے کار لایا جاسکتا ہے (جیسا کہ شیعوں کی بعض روایات میں اس کی صراحت ہے کہ نکاح متعہ کے لئے مہر ایک مٹھی جو ہے (مراد یہ کہ ایک مٹھی جو میں یہ نکاح عمل پذیر ہو سکتا ہے) ❶ اس کے باوجود قرآن کریم کا صیغہ [لیستعفف] استعمال کرنا متعہ کی حرمت کی دلیل ہے مراد یہ کہ شریعت میں نکاح متعہ کی گنجائش نہیں ہے۔

اسی طرح امام احول سے مروی ہے کہ (انہوں نے حضرت عبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ) نکاح متعہ میں ادنیٰ سے ادنیٰ مہر کیا ہونا چاہئے جس کے ذریعہ نکاح متعہ منعقد ہو جائے (کو امام صاحب نے جواب دیا کہ اس کے لئے مٹھی بھر جو کافی ہیں)۔ ❷

## از روئے حدیث متعہ کی حرمت

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: خیبر کے دن رسول اللہ ﷺ نے عورتوں سے متعہ کی ممانعت کا اعلان فرما دیا تھا۔ ❸

حضرت ربیع بن ثبوة اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ کے موقعہ پر نکاح متعہ کی ممانعت فرمادی تھی۔ [اخرجہ مسلم]

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: غزوہ اوطاس کے سال آپ ﷺ نے تین دن کے لئے ہمیں متعہ کی اجازت مرحمت فرمائی بعد میں آپ ﷺ نے اس کو ممنوع قرار دے دیا۔ [اخرجہ مسلم]

حضرت ربیع بن ثبوة رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: لوگو! میں نے تم کو عورتوں سے متعہ کی اجازت دی تھی تو کان کھول کر سن لو! اللہ تعالیٰ نے اب اسے

❶ رواہ الکلبینی فی الکافی - ج ۵ - ص ۴۵۷.

❷ رواہ الکلبینی - ۴۵۷/۵.

❸ اخرجہ البخاری و مسلم.

قیامت کے دن تک حرام قرار دیا ہے۔ [اخرجہ مسلم]

نبی کریم ﷺ نے نوجوانوں کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: نوجوانو! تم میں سے جو شادی کی طاقت رکھتا ہے اسے شادی کر لینی چاہئے اور جو شادی کی استطاعت نہیں رکھتا اسے چاہئے کہ وہ کثرت سے روزے رکھے کیونکہ روزے قوت شہوانی کو قابو میں رکھنے کا مجرب نسخہ ہیں۔

[اخرجہ البخاری و مسلم]

جو نوجوان شادی کی استطاعت نہیں رکھتا آپ ﷺ نے نکاح متعہ کا حکم نہیں دیا حالانکہ نکاح متعہ آسان ہے جس پر زیادہ خرچہ بھی درکار نہیں ہے۔

حضرت جعفر صادق سے مروی ہے کہ ان سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ

نے جواب میں ارشاد فرمایا متعہ بے عینہ زنا ہے۔ ❶

### حُرمت متعہ از روئے اجماع:

نکاح متعہ کی حرمت پر بہت سے علماء کرام نے اجماع نقل کیا ہے چنانچہ امام نووی، امام المازری، امام قرطبی، امام خطابی، امام ابن منذر اور امام شوکانی وغیرہ اس کی حرمت کے قائلین میں صف اول کا مقام رکھتے ہیں۔

مذکورہ تمام ائمہ نے متعہ کے حرام ہونے پر مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے۔

لیکن دنیائے اسلام میں سے ایک فرقہ ایسا بھی ہے جو نکاح متعہ کے جواز کا قائل ہے اور اس کی حلت کو ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ متعہ کا حکم ابھی تک باقی ہے اور یہ منسوخ ہوا ہے نہ ہی اسے حرام قرار دیا گیا ہے یہ شیعہ فرقہ ”اثنا عشریہ“ ہے۔

### شیعہ کے دلائل

شیعوں نے نکاح متعہ کے جواز میں چند ایک دلائل پیش کرنے کی کوشش کی ہے ہم ان کے دلائل پیش کر کے ان کا مسکت جواب بھی دیں گے۔



شیعہ نے نکاح متعہ کے جواز میں سورہ نساء کی اس آیت سے استدلال کیا ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ (النساء: ۲۴)

”لہذا تم جن عورتوں سے (فائدہ) اٹھانا چاہو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔“

شیعہ نے آیت مذکورہ میں لفظ استمتاع اور کلمہ ﴿فَاتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ سے متعہ کی اباحت پر استدلال کیا ہے اور تائید میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہما کی قراءت (فما استمتعتم به منهن الى اجل مسمى) بھی پیش کی ہے کہ یہ کلمات متعہ کے جواز کی غمازی کرتے ہیں۔ یہ شیعہ کی پہلی دلیل ہے جو ان کے بقول متعہ کا جواز فراہم کرتی ہے۔

ان کی دوسری دلیل اہل بیت علیہم السلام کی طرف منسوب احادیث ہیں شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ اہل بیت علیہم السلام سے بعض ایسی روایات کا ثبوت موجود ہے جس سے متعہ کا جواز ثابت ہوتا ہے۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ ”اگر عمر بن الخطاب متعہ میں ہم سے سبقت نہ کرتے تو ہم میں سے بے وقوف لوگ ہی زنا کا ارتکاب کرتے۔“<sup>①</sup>

ایک روایت میں ہے کہ بد بخت لوگ ہی زنا کا ارتکاب کرتے۔

امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے: ”جو ہمارے اسلاف کی اتباع نہیں کرتا اور متعہ کو حلال نہیں سمجھتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“<sup>②</sup>

امام محمد بن مسلم علیہ السلام سے مروی ہے: مجھے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم دنیا سے اس وقت تک نہ جانا جب تک کہ سنت (متعہ) کو زندہ نہ کرو۔<sup>③</sup>

شیعہ کا کہنا یہ ہے کہ متعہ نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے اس کو تو عمر رضی اللہ عنہ نے حرام قرار دیا

① أخرجه صاحب الوسائل - وسائل الشيعه ۵/۲۱.

② أخرجه صاحب الوسائل جزء ۲۱/ص ۸.

③ أخرجه ايضاً صاحب الوسائل ۱۵/۲۱.

ہے۔ حالانکہ یہ محض ان کا خیال ہے۔

اہل سنت کا کہنا ہے کہ آیت متعہ منسوخ ہو چکی ہے اور سورت المعارج اور سورۃ المؤمنون

کی آیات ناسخہ ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ  
أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ

الْعَادُونَ ۝﴾ (مؤمنون: ۵ تا ۷)

”اور وہ جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں، ہاں ان کی بیویوں اور  
لونڈیوں کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں، اب جو  
کوئی اس کے علاوہ (راہ) ڈھونڈھے گا تو ایسے لوگ حد سے گذر جانے والے  
ہوں گے۔“

شیعہ کہتے ہیں کہ سورۃ المعارج اور سورۃ المؤمنون کی آیات مکہ ہیں جب کہ سورۃ نساء کی  
آیت متعہ مدنیہ ہے لہذا کی آیت مدنی آیت کو منسوخ نہیں کر سکتی یعنی وہ کہتے ہیں کہ آیت  
متعہ، آیت نبی سے نزول میں متاخر ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے کہ نسخ منسوخ سے تقدم ہو۔

شیعہ کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ حرمت متعہ کے دلائل میں اضطراب پایا جاتا ہے کہ کسی حدیث  
میں نکاح متعہ یوم خیبر کو حرام قرار دے دیا گیا تھا اور کہیں وارد ہوا ہے کہ نکاح متعہ کو عام  
اوطاس میں ممنوع قرار دیا گیا اور کسی حدیث میں آتا ہے کہ متعہ کے عدم جواز کا حکم فتح مکہ میں  
ہوا اور کہیں یہ بات باور کرائی جاتی ہے کہ نکاح متعہ کی ممانعت حجۃ الوداع میں وارد ہوئی  
اور کبھی صلح حدیبیہ کے موقع پر اس کے عدم جواز کے حکم کے نزول کی بات کی جاتی ہے کبھی یہ  
کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم دو مرتبہ نازل ہوا، کبھی یہ کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم  
ایک مرتبہ نازل ہوا اور کبھی کہا جاتا ہے کہ اس کی حرمت کا حکم تین مرتبہ نازل ہوا۔

شیعہ کا کہنا ہے کہ متعہ کے جواز یا عدم جواز میں اس طرح کا اضطراب اس بات کی واضح

دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ سے کسی مستند اور قوی حدیث کا ثبوت موجود نہیں ہے۔  
 علاوہ ازیں شیعہ کا موقف ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کی  
 زندگی میں آپ ﷺ کے روبرو نکاح متعہ کیا تھا اور آپ ﷺ نے تردید نہیں فرمائی تھی  
 آپ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی  
 خلافت کی ابتداء میں متعہ پر عمل درآمد ہوتا رہا یہاں تک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت  
 میں نکاح متعہ کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا۔

## شیعہ دلائل کا تنقیدی جائزہ

جہاں تک سورہ نساء کی آیت سے شیعہ حضرات کا متعہ کے جواز کا استدلال فراہم کرنے  
 کا مسئلہ ہے تو ہمیں علماء تفسیر کی آراء اور ان کے اقوال کے طرف رجوع کرنا چاہئے۔  
 اس کے بعد ہمیں آیت کے موقع و محل کو دیکھنا چاہیے اور اس کے سیاق و سباق کا خیال  
 رکھنا چاہئے۔

اسی قاعدہ کی رو سے ہم اس آیت کا مطالعہ کرتے ہیں:-

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةًۭ﴾ (النساء: ۲۴)

”تم ان عورتوں میں سے جن سے فائدہ اٹھانا چاہو انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے  
 دو۔“

اگر اس آیت کے سیاق و سباق پر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس آیت کا نکاح  
 متعہ سے دور دور کا تعلق نہیں ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سورہ نساء کی اس سے گزشتہ آیت میں ان عورتوں کی فہرست بیان  
 کر دی ہے۔ جن سے ابدی طور پر نکاح حرام ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّهُ

كَانَ فَاحِشَةًۭ وَمَقْتًاۙ وَسَاءَ سَبِيلًاۙ﴾ (النساء: ۲۲)

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعُمَّتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهُت نِسَائِكُمْ وَرَبَّائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِّنْ نِّسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِن لَّمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَن تَجْبَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَن تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً ۝﴾ (النساء: ۲۳-۲۴)

”اور ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا ہے مگر جو گذر چکا ہے یہ بے حیائی کا کام اور بغض کا سبب ہے اور بڑی بری راہ ہے۔“ حرام کی گئیں تم پر تمہاری مائیں، اور تمہاری لڑکیاں، اور تمہاری بہنیں، تمہاری پھوپھیاں اور تمہاری خالائیں، بھائی کی لڑکیاں اور بہن کی لڑکیاں، اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو، اور تمہاری دودھ شریک بہنیں، اور تمہاری ساس اور تمہاری وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہیں تمہاری ان عورتوں سے جن سے تم دخول کر چکے ہو (ہاں!) اگر تم نے ان سے جماع نہ کیا ہو تو تم پر کوئی گناہ نہیں اور تمہارے سگے بیٹوں کی بیویاں اور تمہارا دو بہنوں کا جمع کرنا ہاں جو گذر چکا سو گذر چکا یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور حرام کی گئیں شوہروالی عورتیں مگر وہ جو تمہاری ملکیت میں آجائیں اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیئے ہیں اور ان عورتوں کے سوا اور عورتیں

تمہارے لئے حلال کی گئیں کہ اپنے مال کے مہر سے تم ان سے نکاح کرنا چاہو  
برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کرنے کے لئے اس لئے جن سے تم  
فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا ہوا مہر دے دو۔“

اس آیت کے سیاق اور سباق سے پتہ چل رہا ہے کہ مذکورہ آیت اپنے منطوق کے اعتبار  
سے نکاح شرعیہ پر دلالت کر رہی ہے نہ کہ نکاح متعہ کو حلال قرار دینے کے لئے اس کا  
ورود ہوا ہے اسی لئے اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے اس آیت میں ان عورتوں کا تذکرہ  
کیا ہے جن سے شرعی طور پر نکاح کرنا حرام ہے جیسے کہ ماں، اپنی بیٹی، حقیقی بہن، پھوپھی،  
خالہ، بھتیجی، بھانجی، رضاعی ماں، رضاعی بہن، ساس، مدخولہ بیوی کے پہلے خاوند سے لڑکیاں  
اور وہ پرورش کردہ لڑکیاں جو تمہاری گود میں ہوں تمہاری مدخولہ بیوی کے ساتھ (اور اگر تم نے  
ان عورتوں سے جماع نہ کیا ہو تو کوئی حرج نہیں اور بہو ویں جو کہ تمہاری اپنی اولاد کی عصمت  
میں ہوں اللہ تعالیٰ نے دو بہنوں کو ایک ساتھ جمع کرنے کی ممانعت فرمائی ہے اور اس کے  
بعد شوہر والی عورتوں سے شادی کی حرمت بیان کی گئی ہے کہ ان سے تمہارے لئے شادی کرنا  
جائز نہیں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرما رہا ہے ان مذکورہ  
عورتوں کے علاوہ دیگر تمام عورتیں تمہارے لئے حلال ہیں جن سے تم نکاح کر سکتے ہو۔

لہذا مذکورہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ شیعہ حضرات کا اس آیت کو متعہ کے جواز کے  
لئے بطور استدلال پیش کرنا کسی صورت میں درست اور جائز نہیں ہے کیونکہ یہ آیت نکاح صحیح  
کے اثبات کے لئے وارد ہوئی ہے تاکہ ایک مسلمان کو معلوم ہو جائے کہ کن کن عورتوں سے  
نکاح کرنا جائز ہے اس آیت کے بارے میں متعہ کے جواز کی بات کرنا تو دور کی بات ہے بلکہ  
اس سلسلہ میں سوچنا بھی محال ہے کیونکہ اس آیت کا ذرہ برابر بھی متعہ سے تعلق نہیں ہے۔

آپ ذرا اس آیت کے سیاق پر غور کیجئے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً وَلَا جُنَاحَ

عَلَيْكُمْ فِيمَا تَرْضَيْتُمْ بِهِ مِنْ بَعْدِ الْفَرِيضَةِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا  
حَكِيمًا ﴿النساء: ۲۴﴾

”اس لئے تم ان میں سے جن عورتوں سے فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کیا  
ہوا مہر دے دو اور مہر مقرر ہو جانے کے بعد تم آپس کی رضامندی سے جو طے کر لو  
اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔“

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو پڑھیں:

﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كَتَبَ اللَّهُ  
عَلَيْكُمْ وَأُجَلَ لَكُمْ مِمَّا رَأَىٰ ذُلُّكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ  
مُحْصِنِينَ﴾ (النساء: ۲۴)

”اور ان سے نکاح بھی حرام ہے جو عورتیں شادی شدہ ہیں لیکن جو تمہاری ملکیت  
میں آجائیں تو یہ لونڈیاں جائز ہیں اللہ تعالیٰ نے یہ احکام تم پر فرض کر دیئے ہیں  
اور ان مذکورہ عورتوں کے علاوہ اور دوسری عورتیں تمہارے لئے حلال کی گئیں  
ہیں کہ اپنے مال مہر کے عوض تم ان سے نکاح کرو برے کاموں سے بچنے کے لئے  
نہ کہ شہوت رانی کے لئے۔“

آیت کریمہ کے کلمہ (محصنین) پر غور کریں کہ اس آیت کریمہ سے عموماً اور اس  
کلمہ (محصنین) سے خصوصاً یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس سے مراد نکاح شرعی ہے نہ کہ متعہ  
کیونکہ متعہ سے پاک دامنی و آبرو اور نسل کی حفاظت کیوں کر ہو سکتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے  
(محصنین) کہہ کر پاک دامنی اور عفت کی طرف اشارہ کیا ہے اور یہ چیز نکاح سے ہی بروئے  
کار آ سکتی ہے متعہ سے نہیں۔ حتیٰ کہ شیعہ حضرات بھی اس بات کے قائل ہیں کہ پاک دامنی  
صرف نکاح شرعی سے ہی حاصل ہوتی ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اگر آیت کریمہ سے متعہ مراد ہوتا تو (محصنین) کا جملہ استعمال

نہ کیا جاتا متعہ اور چیز ہے اور احسان و پاک دامنی یا عفت و عصمت اور چیز ہے لہذا اس آیت سے مقصود نکاح شرعی ہے نہ کہ نکاح متعہ۔

شیعہ کے نزدیک شیخ اسحاق بن عمار سے یہ روایت مروی ہے کہ انہوں نے شیخ موسیٰ کاظم سے دریافت فرمایا کوئی شخص زنا کاری کا ارتکاب کرتا ہے۔ حالانکہ اس کے پاس باندی موجود ہے جس سے وہ ازدواجی تعلقات رکھتا ہے تو کیا اس باندی سے ازدواجی تعلقات کی بنا پر اس کو شادی شدہ جائے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں وہ شادی شدہ ہے اور اس پر محسن والی حد جاری کی جائے گی پوچھا گیا اور اگر اس کے پاس عقد متعہ کے طور پر عورت ہے تو کیا اس کو شادی شدہ گردانا جائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ کیونکہ باندی تو اس کی ملک بئین میں دائمی طور پر ہے جب کہ نکاح متعہ والی عورت کی ملکیت دائمی نہیں ہے۔<sup>❶</sup>

مذکورہ دلائل سے پتہ چلا کہ آیت کریمہ سے متعہ مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مراد نکاح شرعی ہے کیونکہ اس کا سیاق و سباق اسی کی طرف غمازی کر رہا ہے آیت کریمہ میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے سب سے پہلے ان عورتوں کی فہرست جاری کی ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان عورتوں کے بارے میں بیان فرمایا جن سے نکاح حلال ہے۔

جیسا کہ ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ عقد متعہ سے پاک دامنی حاصل نہیں ہو سکتی۔ دراصل جس چیز سے پاک دامنی کا حصول ہوتا ہے اور عزت و آبرو کی حفاظت ہوتی ہے وہ نکاح شرعی ہے (اس بات کی شہادت کے لئے شیعہوں کے اقوال ہی ہمارے لئے کافی و شافی ہیں) زیادہ چھان بین کی ضرورت نہیں ہے۔

ہم دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات دلائل دینے سے عاجز ہیں اور انہیں راہ فرار بھی نہیں مل پاتی ہے لہذا وہ اس بات کے قائل نظر آتے ہیں کہ متعہ قابل احسان نہیں ہے لیکن وہ اپنی ڈھٹائی پر اڑ کر یہ بات کہنے سے گریز نہیں کرتے کہ آیت کریمہ نکاح متعہ کے بارے میں ہے

یہ شیعہ کا عناد ہے اور ڈھٹائی کا کوئی علاج نہیں ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جب بھی میرا کسی عقلمند سے مناظرہ ہوا تو میں کامیاب رہا اور جب بھی کسی جاہل سے مجھے بحث و مباحثہ کرنا پڑا تو میں مغلوب ہو کر ہی واپس آیا کیونکہ جاہل کو سمجھانا ایک عقل مند کے بس کی بات نہیں۔

اس کے بعد قرآن کی حکمت بیانی پر توجہ دیں کہ کیسا عجیب و غریب اور پیارا اسلوب بیان ہے اللہ تعالیٰ بڑے حکیمانہ انداز میں فرما رہا ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلاً أَنْ يَنْكِحِ الْمُحْصَنَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ فَبِئْسَ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ فِتْيَتِكُمُ الْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِأَيْمَانِكُمْ ۝﴾ (النساء: ۲۵)

”اور تم میں سے جس کسی کو آزاد مسلمان عورتوں سے شادی کرنے کی طاقت نہ ہو تو وہ مسلمان لونڈیوں سے جن کے تم مالک ہو (اپنا نکاح کر لے) اللہ تمہارے اعمال کو بخوبی جاننے والا ہے۔“

آیت مذکورہ میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نکاح کا حکم دے رہا ہے اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ اگر اس آیت سے نکاح کے علاوہ کوئی اور چیز مقصود ہوتی تو اس کی ترغیب دی جاتی جب کہ ایسا قطعاً نہیں ہے آخر متعہ کا جواز کہاں سے نکل آیا؟۔

اور جہاں تک (الیٰ أجل مسمیٰ) والی قراءت کا تعلق ہے تو ہمارا یہ کہنا ہے کہ وہ قراءت درست نہیں ہے بلکہ اس کی حیثیت قراءت شاذہ کی ہے اور قراءت متواترہ میں اس کا شمار نہیں ہے۔

اس کا دوسرا جواب یہ ہے کہ شیعہ حضرات قراءت آت سبوعہ کے قائل ہی نہیں ہیں ان کو قراءت سبوعہ سے استدلال کا کیا حق پہنچتا ہے؟ لہذا ان کا یہ استدلال کسی صورت میں درست نہیں ہے اور نہ ان کو اس صورت میں مذکورہ طریقہ پر استدلال کا حق حاصل ہے۔



حضرت فضیل بن یسار رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں نے ابو عبد اللہ سے دریافت کیا کہ لوگ کہتے ہیں قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے تو انہوں نے جواب دیا ”اللہ کی قسم! لوگ جھوٹ کہتے ہیں، قرآن تو صرف ایک حرف پر واحد الاحد کے پاس سے نازل ہوا ہے۔“<sup>①</sup>

بے شمار علمائے تفسیر جن میں امام طبری، امام قرطبی، امام ابن العربی، امام ابن الجوزی، امام ابن عطیہ، امام نسفی، امام نیسا بوری، امام زجاج، امام آلوسی، امام شنفیطی، امام شوکانی، رحمہم اللہ اجمعین وغیرہ سرفہرست ہیں کا یہ کہنا ہے کہ آیت مذکورہ نکاح شرعی کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کا عقد متعہ سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مفسرین کرام نے کھینچ تان کر کے اس آیت سے عقد متعہ مراد لیا ہے اور بعد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس روایت کی وجہ سے اس حکم کو منسوخ قرار دیا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے۔

حالانکہ یہ خواجواہ کا تکلف ہے جس کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ سیدھی سی بات ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے متعہ کی اجازت دی تھی اس کے بعد اس کی ممانعت کا حکم صادر فرما دیا لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے منسوخ ہے اس میں آیت کریمہ کا کوئی دخل نہیں ہے اور نہ ہی آیت کریمہ سے متعہ کے جواز کی دلیل فراہم ہوتی ہے اگر کوئی ایسی تاویل کرتا ہے تو اس کو اس کا ہرگز ہرگز حق نہیں پہنچتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ میں فرما دیا ہے کہ ﴿أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ﴾ اپنے مال کے ذریعہ مہر ادا کر کے تم ان سے نکاح کر سکتے ہو برے کام سے بچنے کے لئے نہ کہ شہوت رانی کے لئے۔ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے مراد نکاح صحیح شرعی ہے۔<sup>②</sup>

امام شنفیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مذکورہ آیت نکاح شرعی کے بارے میں وارد ہوئی ہے مگر بعض جاہل قسم کے لوگوں نے اس کے نزول کو متعہ کے ثبوت کی دلیل قرار دیا ہے یہ ان کی

جہالت کی دلیل ہے۔<sup>①</sup>

امام زہری فرماتے ہیں: آیت کریمہ میں لفظ (استمتاع) وارد ہوا ہے، عربی زبان میں لفظ متاع بول کر ہر اس چیز کو مراد لیا جاتا ہے جس سے نفع اندوز ہوا جائے۔

امام زجاج لغوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں بہت سے لوگ غلط فہمی کا شکار ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا کہ اس آیت میں شیعہ ایسی صریح غلطی پر مصر ہیں جو ناقابل تلافی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ادب لغت کی ہوا تک نہیں لگی ہے اسی لئے تو ان لوگوں نے ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ﴾ سے مراد عقد متعہ سمجھا ہے یہ ان کی کج فہمی نہیں تو اور کیا ہے؟ کیونکہ وہ اپنے اس قول میں اہل علم کے اجماع کی مخالفت کر کے شذوذ کا شکار ہو گئے ہیں کیونکہ اہل علم کا اجماع ہے کہ اس آیت سے متعہ کی حرمت مراد ہے (لہذا) ﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ﴾ سے یہ چیز سمجھ آتی ہے کہ تم ان عورتوں سے اس شرط کا لحاظ رکھتے ہوئے جب نکاح کرو گے جس کا تذکرہ مذکورہ آیت میں آیا ہے تو وہ نکاح شرعی یا عقد صحیح کہلائے گا جس کو (أحصان) کہا جاتا ہے اس کے بعد اس آیت کے سیاق پر تدبرانہ نگاہ ڈالیں تو پتہ چل جائے گا کہ اس عقد صحیح میں کیا مصلحت پنہاں ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ﴾ یعنی تم مہر ادا کر کے برے کاموں سے بچنے کے لئے عقد نکاح صحیح منعقد کرنا چاہتے ہو لہذا ﴿فَاتَوْهُنَّ فَرِيضَةً﴾ ان کا مہر ادا کر کے ان سے شادی کر لو۔<sup>②</sup>

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سی جگہوں پر لفظ (تمتع) کا ذکر فرمایا ہے مگر ہر جگہ اس سے نکاح مراد نہیں ہے بلکہ مختلف جگہوں پر اس سے مختلف معنی مراد ہیں۔

(۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَذْهَبْتُمْ طَيِّبَاتِكُمْ فِي حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا﴾

(الاحقاف: ۲۰)

① أضواء البيان - للعلامه الشنقيطي.

② لسان العرب ج ۸/۳۲۹.

”اس دن کافروں سے کہا جائے گا تم نے اپنی نیکیاں دنیا کی زندگی میں ہی برباد کر دیں اور تم ان سے فائدے اٹھا چکے۔“

یہاں (استمتاع) سے مراد یہ ہے کہ تم نے دنیاوی زندگی میں دنیاوی مال و متاع سے خوب فائدہ اٹھا لیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اس جگہ (استمتاع) سے مراد دنیاوی نعمتوں سے فائدہ اٹھانا ہے اس سے نکاح شرعی مراد نہیں ہے۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ﴾ (التوبہ: ۶۹)

یہاں خلاق کا ترجمہ دنیوی حصہ بھی کیا گیا ہے یعنی تمہاری تقدیر میں دنیا کا جتنا حصہ لکھ دیا گیا ہے وہ استعمال کر لو جس طرح تم سے پہلے لوگوں نے اپنا حصہ استعمال کیا اور پھر موت یا عذاب سے ہم کنار ہوئے۔ یہاں استمتاع سے مراد نکاح نہیں بلکہ نفع اندوزی یا فائدہ مندی ہے۔

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ﴾ (محمد: ۱۲)

”اور جو لوگ کافر ہیں وہ دنیا کا ہی فائدہ اٹھا رہے ہیں اور مثل چوپایوں کے کھا رہے ہیں۔“

یہاں بھی تمتع سے مراد مجرد فائدہ دنیاوی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ مجرد لفظ تمتع کے اشتقاق اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ اس سے مراد نکاح متعہ ہی ہو جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے بلکہ لفظ متعہ قرآن کریم مختلف مقامات پر مختلف معانی میں استعمال آیا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ انسان میں سے صنف کفار کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿رَبَّنَا اسْتَمْتَعَ بَعْضُنَا بِبَعْضٍ وَبَلَغْنَا أَجَلَنَا الَّذِي أَجَلْتَ لَنَا﴾

(الانعام: ۱۲۸)

”اور جو انسان کے ساتھ تعلق رکھنے والے تھے وہ کہیں گے کہ اے میرے پروردگار! ہم میں ایک نے دوسرے سے فائدہ حاصل کیا تھا اور ہم اپنی معین میعاد تک آپہنچے جو تو نے ہمارے لئے معین فرمائی تھی۔“

اس آیت میں بھی جنوں اور انسانوں کے ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرنے کی وضاحت کی گئی ہے۔

بہر حال اس بارے میں بہت سی آیات قرآنیہ موجود ہیں یہاں ایک ایک آیات گنوانا مقصود نہیں ہے بلکہ مقصد یہ ہے کہ ہم کو یہ بات واضح طور پر معلوم ہو جائے کہ لفظ (متع) سے قرآن کریم میں ہمیشہ نکاح متع ہی مراد نہیں لیا گیا ہے بلکہ اس تعبیر کو قرآن کریم نے مختلف جگہوں پر مختلف پیرایہ بیان میں مختلف معانی کے لئے استعمال کیا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم میں لفظ اجر کا تذکرہ آیا ہے شیعہ کا خیال ہے کہ اس سے مراد نکاح متع ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں مختلف جگہوں پر لفظ اجر سے مراد مہر ہے۔ (۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةًۭ﴾ (النساء: ۲۴)

”اس لئے تم جن عورتوں سے نکاح شرعی کے ذریعہ فائدہ اٹھاؤ انہیں ان کا مقرر کردہ مہر ضرور دے دو۔“

آیت مذکورہ میں لفظ اجر وارد ہوا ہے اور اس سے مراد مقرر کردہ شرعی مہر ہے۔

(۲) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

مِنْ قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ (المائدہ: ۵)

”اور پاک دامن مسلمان عورتیں اور جو لوگ تم سے پہلے کتاب دیئے گئے ہیں ان

کی پاک دامن عورتیں بھی حلال ہیں جب کہ تم ان کے مہر ادا کر دو۔“

اس آیت میں بھی لفظ اجر وارد ہوا ہے اور اس سے مراد مہر ہے۔

(۳) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَنْكِحُوهُنَّ بِأَذْنِ أَهْلِهِنَّ وَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾ (النساء: ۲۵)

”تو ان کے مالکوں کی اجازت سے ان سے نکاح کر لو اور قاعدہ کے مطابق ان کو ان کے مہر دے دو“

اس آیت میں بھی لفظ (أجورهن) وارد ہوا ہے اور اس مراد مہر شرعی ہے جس سے سے قطعی طور پر متعہ کی نفی ہوتی ہے کیونکہ اس میں مالکوں کی اجازت کی شرط لگائی گئی ہے جب کہ متعہ میں والدین یا مالکوں کی اجازت کی ضرورت نہیں ہوتی۔

(۴) ارشاد ربانی ہے:

﴿يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ الَّتِي أَتَيْتَ أُجُورَهُنَّ﴾

(الاحزاب: ۵۰)

”اے نبی ﷺ ہم نے آپ کے لئے وہ بیویاں حلال کر دی ہیں جنہیں آپ مہر ادا کر چکے ہیں۔“

آیت مذکورہ میں بھی (أجورهن) سے مراد حق مہر ہے۔

(۵) اور:

﴿وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ إِذَا آتَيْتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ﴾

(الممتحنة: ۱۰)

”ان عورتوں کو ان کے مہر دے کر ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔“

اس آیت میں بھی (أجورهن) سے مراد مہر شرعی ہے۔ لہذا معلوم ہوا کہ قرآن پاک

میں جہاں بھی لفظ اجر اور اس کے مشتقات کا ذکر آئے تو اس سے مراد مہر ہوتا ہے اور مہر نکاح

شرعی کے انعقاد کا ثبوت ہوا کرتا ہے

## شیعہ حضرات کی دوسری دلیل:

شیعہ کا کہنا ہے کہ متعہ کے جواز میں اہل بیت علیہم السلام سے بھی روایات منقول ہیں جو ان کے لئے حجت اور دلیل ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس کے جواب کے کئی طریقے ہیں خصوصاً اس مذکورہ قضیہ کی بنیاد پر اس کا جواب تفصیل طلب ہے لہذا اگر بحث طویل ہو جائے تو میرے خیال میں کوئی حرج کی بات نہیں ہے چنانچہ ہم جواب کا آغاز کرتے ہوئے یہ کہنا مناسب سمجھیں گے کہ بہت سے اثنا عشری ائمہ کرام سے ایسی روایتوں کا بھی ثبوت ہے جن سے متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے (وہ ائمہ کرام جن سے اس طرح کی روایات وارد ہوئی ہیں یا ان کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں بالترتیب یوں ہیں)۔

✉ جناب علی ✉ جناب حسن ✉ جناب حسین ✉ جناب علی بن حسین ✉ جناب محمد بن علی ✉ جناب جعفر بن محمد ✉ جناب موسیٰ بن جعفر ✉ جناب علی بن موسیٰ ✉ جناب محمد بن علی ✉ جناب حسن بن علی ✉ جناب الحسن بن علی ✉ جناب المنظر (علیہ السلام)۔

ایک روایت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن پالتو گدھے کا گوشت اور نکاح متعہ کی حرمت کا حکم صادر فرمایا تھا۔

حضرت علی بن یقطین سے روایت ہے میں نے موسیٰ کاظم سے (متعہ) کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے جواب دیا: تم کو متعہ سے کیا سروکار ہے اللہ تعالیٰ نے تو تم کو اس سے بے نیاز فرمایا ہے۔<sup>①</sup>

حضرت عبداللہ بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبد اللہ سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اپنی عزت و آبرو کو اس گندگی سے آلودہ مت

① خلاصۃ الأیحاز فی المتعۃ للمفید ص ۵۷، الوسائل ۱۴/۴۴۹، نوادر أحمد ص ۸۷ ح ۱۹۹،

کرو۔“ ❶

حرمت متعہ پر بے شمار روایات منقول ہیں طوالت کے خوف سے ہم ان کا ذکر نہیں کر رہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا کیا موقف ہونا چاہئے کیا ہم متعہ کی ممانعت والی روایات کی تصدیق کریں یا اس کی حلت میں وارد احادیث کو تسلیم کریں۔

اگر ہم یہ صراحت کر دیں تو بجا ہوگا کہ متعہ کی حلت میں بہت سی خود ساختہ روایات وارد ہوئی ہیں جن کو ائمہ کرام کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ یہ بات یقینی ہے جس کو شیعہ حضرات بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بہت سی باتیں گھڑ کر ائمہ کی طرف منسوب کی گئیں ہیں اس لئے ہم انہیں یہ بات کہنے کے مجاز ہیں کہ جو روایات متعہ کی اباحت میں موجود ہیں وہ دراصل گھڑ کر ائمہ کی طرف منسوب کر دی گئی ہیں کیونکہ ائمہ کا شمار دراصل علماء اہل سنت میں ہوتا ہے یہی وجہ ہے وہ اہل سنت کے اقوال کی تائید کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں اور یہ مسئلہ تو متفق علیہ ہے کہ متعہ کے حرام ہونے کے بارے میں علماء کا اجماع ہے جس میں دورائے نہیں ہیں تو ائمہ آل بیت علیہم السلام کیوں کر اس برحق موقف کی مخالفت کر سکتے ہیں؟

امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم و کرم فرمائے جس نے ہمیں لوگوں کے لئے محبوب بنا کر پیش کرنے کی کوشش کی اور اس نے اس بات کی جدوجہد کی کہ وہ ہماری عزت و ناموس کو لوگوں کی نگاہوں میں برقرار رکھے تاکہ لوگ ہم آل بیت کو مبعوض نہ سمجھیں بخدا اگر وہ ہمارے کلام کی خوبیاں تلاش کریں تو ان کے لئے ہماری خوبیاں شمار کرنا مشکل ہو جائے اور کسی کو ان پر تنقید کرنے کی جرأت نہ ہو لیکن ہوتا یہ ہے ان میں سے کوئی شخص ایک جملہ سن لیتا ہے اور اس میں دسیوں جملے ملا کر بیان کرنا شروع کر دیتا ہے۔ ❷

❶ مستدرک الوسائل ج ۱۴ ص ۴۵۵۔

❷ الکافی ج ۸، ص ۱۹۲۔

امام جعفر علیہ السلام کا فرمان ہے جو لوگ یہ مذہب اختیار کرتے ہیں ان کے اغراض و مقاصد میں سے اہم ترین مقصد دروغ گوئی اور بہتان طرازی ہوتی ہے حتیٰ کہ شیطان بھی ان سے دروغ گوئی اور بہتان تراشی مستعار لینے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔<sup>①</sup>

امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ”ہمارے امام مہدی آئیں گے اور شیعوں میں سے کذاب اور مفتری قسم کے شیعوں کو تہ تیغ کریں گے۔“<sup>②</sup>

امام جعفر نے فرمایا ہے: لوگ ہمارے اوپر جھوٹ تھوپنے کے عادی ہو گئے ہیں ہم ان کے سامنے اگر کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو وہ سن کر جب مجلس سے جاتا ہے تو اپنی طرف سے اس میں نمک مرچ لگا کر پیش کرنا شروع کر دیتا ہے اور اس کی ایسی تاویل بیان کرنے لگتا ہے جو اس کے معنی مراد سے کوسوں دور ہوتی ہے کیونکہ وہ ہماری بات سے ہماری محبت اور اجر و ثواب کے خواہاں نہیں ہوتے بلکہ وہ تو ہماری باتوں کو دنیا کمانے کا ذریعہ بنانا چاہتے ہیں۔<sup>③</sup>

محمد باقر الہوری ایک ایک جید شیعہ عالم ہیں جن کا کہنا ہے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ شیعوں کے مراجع میں ضعیف اور موضوع قسم کی روایات بکثرت موجود ہیں۔

شیعہ حضرات کی اپنی سیرت کے بارے میں یہ گواہی خود ان کی اپنی زبانی تھی۔

شیعہ کے بارے میں علماء اہل سنت نے طویل ترین اباحت کی ہیں جو زبان زد عوام و خواص ہیں لہذا ان کے ذکر کی چنداں ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں شیخ الاسلام ہی کا ایک جامع بیان کافی ہے فرماتے ہیں۔ ”تمام تعریفیں اس ذات باری کے لئے خاص ہیں اور وہ ذات بڑی مقدس ہے جس نے کذب بیانی اور دروغ گوئی کو وجود بخشا ہے اور اس کا ۹۰ فیصد حصہ شیعوں کو عطیہ کر دیا ہے یہی وجہ ہے انہوں نے متعہ کی اباحت میں جو روایات بیان کی ہیں وہ سراسر جھوٹ اور بہتان تراشی پر مبنی ہیں اللہ تعالیٰ ان پر رحم و کرم فرمائے۔“

① الکافی ج ۸، ص ۲۱۲

② رجال الکشی: ص ۲۵۳.

③ بحار الأنوار۔ ۲/۲۴۶.



شیعہ کے اس موقف کو ہم مثال دے کر واضح کرنے کی کوشش کریں گے مثلاً۔  
 جابر بن یزید جعفی کا نام کافی اہمیت رکھتا ہے، یہ شخص شیعہ کے مشہور ترین رواۃ میں سے  
 ایک ہے اس کے بارے میں عالمی نے لکھا ہے کہ اس شخص نے امام باقر علیہ السلام سے ستر ہزار  
 حدیثیں روایت کی ہیں۔ لیکن حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام باقر علیہ السلام کے صاحبزادے  
 ابو عبد اللہ سے جب دریافت کیا گیا کہ جابر جعفی کی احادیث کے بارے میں آپ کا کیا خیال  
 ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! میں نے اس شخص کو ایک مرتبہ کے علاوہ کبھی بھی  
 اپنے والد کے پاس نہیں دیکھا ہے اور نہ ہی یہ شخص کبھی میرے پاس آیا۔

یاد رہے کہ جابر جعفی نے ستر ہزار احادیث امام باقر سے اور ایک لاکھ چوبیس ہزار  
 احادیث باقی حضرات سے روایت کی ہیں لہذا یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس قدر کثیر تعداد  
 میں جابر جعفی نے روایات کہاں سے جمع کی ہیں؟ یہی وجہ ہے کہ اہل سنت والجماعت کے  
 نزدیک بلا تردید جابر جعفی کا شمار کذاب رواۃ میں سرفہرست ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں بہت سے علماء شیعہ کی روایتوں کا آپس میں شدید ٹکراؤ ہے اور کسی صورت  
 میں بھی ایک دوسرے سے ہم آہنگی ممکن نہیں ہے جس کا خود شیعہ حضرات کو بھی اعتراف ہے۔  
 شیعہ عالم فیض الکاشانی کا خود اپنے مذہب کی روایات کے بارے میں کہنا ہے: ہم  
 دیکھتے ہیں کہ شیعہ حضرات کے نزدیک ایک ہی مسئلہ میں ۲۰ سے لے کر ۳۰ تک یا اس سے بھی  
 زیادہ مختلف فیہ اقوال پائے جاتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ شیعہ کے نزدیک  
 کوئی فروعی مسئلہ ایسا نہ ہوگا جس میں شدید اختلاف نہ ہو یا اس کی بعض جزئیات میں  
 اختلافات نہ ہوں۔<sup>①</sup>

امام طوسی کو اکابرین علماء شیعہ میں شمار کیا جاتا ہے ان کا کہنا ہے کوئی ایسی روایت نہ ہوگی  
 جس کا مخالف کوئی دوسرا قول موجود نہ ہو اور کوئی ایسی حدیث نہ ہوگی جس کی نفی دوسری حدیث

موجود نہ ہو۔ شیعوں کی روایات اور احادیث کا یہ حال ہے جس کو خود ان کے عالم دین امام طوسی نے صراحت کے ساتھ بیان کیا ہے۔ (امام طوسی نے یہ بات [تہذیب الأحکام] کے مقدمہ میں لکھی ہے)

ہندوستان کے عظیم ترین شیعہ عالم دلدار حسین نے اس بارے میں یہ کہا ہے: ائمہ کرام سے ماثور احادیث کریمہ میں بڑا شدید اختلاف ہے ذخیرہ احادیث میں کوئی ایسی حدیث موجود نہ ہوگی جس کی نفی میں دوسری حدیث کا وجود نہ ہو اور کوئی ایسی متفق علیہ خبر نہ ہوگی جس کے مد مقابل دوسری خبر نہ ہو۔<sup>①</sup>

شیعہ روایات میں اس قدر شدید اختلاف کی یہ صورتحال اس بات کی تصویر کشی کرتی ہے:

﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ۝﴾

(النساء: ۸۲)

”اگر یہ قرآن اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو یقیناً اس میں بہت کچھ اختلاف ہوتا۔“

یہ روایات چونکہ لوگوں کی بیان کردہ ہیں لہذا ان میں باہمی تعارض اور تضاد ہے جو ان کے غیر مشروع ہونے کی بین ثبوت ہے۔

احادیث صحیحہ پر شیعہ اعتراضات:

شیعہ حضرات کے سامنے جب وہ صحیح ترین احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں متعہ کی حرمت بیان ہوئی ہے تو وہ دو اعتبار سے ان کا انکار کرتے ہیں۔

اولاً: یہ احادیث موضوع ہیں اور من گھڑت ہونے کی وجہ سے قابل اعتبار نہیں۔

ثانیاً: یہ احادیث تقیہ کے قبیل سے ہیں اور تقیہ خلاف حقیقت ہوتا ہے۔

لیکن آپ شیعہ مذہب کی کتابیں اٹھا کر دیکھیں کہ کیا تاریخ کے کسی دور میں بھی انہیں علم

رجال یا علم اسانید یا علم مصطلح سے شغف رہا ہے آپ فرض کریں اگر ان کا کوئی شخص آئے اور کہنے لگے اس حدیث میں فلاں فلاں ہے جو ضعیف ہے یا یہ جو فلاں شخص ہے اس کو فلاں نے ضعیف قرار دیا ہے تو کیا اس کی بات کو تسلیم کیا جائے گا؟ نہیں ہرگز نہیں کیونکہ صرف زبانی باتوں کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

شیعہ عالم حرالعالمی کا کہنا ہے: حدیث صحیح وہ ہے جس کو ائمہ میں سے عادل ضابط نے روایت کیا ہو اور ہر طبقہ میں یہ عدل و ضبط مسلسل موجود ہو۔

اگر اس تعریف پر تمام احادیث کو تولا جائے تو تمام کی تمام احادیث ضعیف قرار پائیں گی کیونکہ علماء نے شاذ و نادر ہی کسی راوی کے باری میں عادل و ضابط ہونے کی صراحت کی ہے اگر رواۃ کے بارے میں علماء نے اظہار خیال کیا بھی ہے تو زیادہ سے زیادہ ان کی توثیق کی ہے اور توثیق سے عدالت ثابت نہیں ہوتی ہے۔

توثیق کی بات تو دور ہے بلکہ علمائے شیعہ نے رواۃ کے بارے میں اس کے برعکس انکشافات کئے ہیں حتیٰ کہ شیعہ حضرات اس راوی کی بھی توثیق کرتے ہیں جس کا فسق و فجور، کفر و عناد، اور فساد مذہب خود ان کے نزدیک واضح ہو اور علماء شیعہ بذات خود اسے تسلیم کرتے ہوں پھر بھی وہ ان کی توثیق کرتے ہیں یعنی ان کے یہاں جرح و تعدیل کا کوئی مسلمہ معیار نہیں ہے۔

چنانچہ حرالعالمی فرماتے ہیں: مذکورہ تصریح کی بنیاد پر ہماری تمام احادیث اور روایات کا ضعیف ہونا لازم آتا ہے کیونکہ ہمیں ان تمام احادیث کے رواۃ میں کسی ایک کی عدالت اور ضبط کے بارے میں علم نہیں ہے۔<sup>①</sup>

ہمارے ثقہ اور کبار علماء شیعہ جن کو اصحاب اجماع کہا جاتا ہے وہ بھی ضعفاء اور کذابین نیز ایسے مجہول الحال لوگوں میں سے ہیں جو احادیث روایت کرتے ہیں جن کے بارے میں کسی کو کچھ پتہ تک نہیں ہے۔ یہی نہیں اس طرہ پر یہ ہے کہ اس کے باوجود ان سے روایت کردہ

احادیث کی صحت پر مہر تصدیق بھی مثبت کر دی جاتی ہے۔<sup>①</sup>  
 مزید کہتے ہیں: جن کتابوں پر ائمہ نے عمل کرنے کا حکم دیا ہے ہم جانتے ہیں کہ ان میں  
 بہت سے راوی ضعیف اور مجہول ہیں۔<sup>②</sup>

جب شیعہ برادران کے چوٹی کے راویوں کا یہ حال ہے جس کی ایک مختصر سی جھلک آپ  
 کے سامنے بیان کی گئی تو ان کی مذہبی کتابوں کے مؤلفین کا کیا حال ہوگا؟ اور ان لوگوں کی ذاتی  
 زندگی کیسی ہوگی جنہوں نے ان کتابوں کی جمع و ترتیب میں حصہ لیا ہے۔

امام طوسی کی یہ وضاحت سند کا درجہ رکھتی ہے کہ بہت سے شیعہ مصنفین اور اصولیین  
 مذاہب فاسدہ گھڑنے کا کام انجام دیا کرتے تھے اگرچہ ان کی کتابوں کو شیعہ کے نزدیک  
 مذہبی حیثیت حاصل ہے مگر ان کی ذاتی زندگی دورغ گوئی سے لبریز ہیں۔<sup>③</sup>  
 مثال کے طور پر ابراہیم بن اسحاق کو پیش کیا جاسکتا ہے۔

جن کے بارے میں امام طوسی نے صراحت کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ راویان حدیث  
 میں ان کا شمار ضعفاء کی صف میں ہوتا ہے، اور دینی اعتبار سے بھی یہ متہم ہیں مگر انہوں نے بہت  
 سی کتابیں لکھی ہیں جن کی حیثیت سکہ رائج الوقت کی ہے۔<sup>④</sup>

### شیعہ کتب کا مطالعہ:

ہمیں معلوم ہونا چاہئے شیعہ کی آٹھ مشہور مذہبی کتابیں ہیں جو بالترتیب یہ ہیں۔

(۱) الکافی (۲) الأستبصار (۳) التہذیب (۴) من لا یحضرہ الفقیہ

(۵) الوسائل (۶) الوافی (۷) البحار (۸) مستدرک الوسائل۔

ان کتابوں کو شیعہ کی مذہبی زبان میں کتب ثمانیہ سے موسوم کیا جاتا ہے۔ جن کی بابت

امام حارری لکھتے ہیں۔

”مذکورہ آٹھ کتابیں صحاح امامیہ کے نام سے موسوم ہیں ان میں ابتدائی چار کتابیں ان

② الوسائل ج ۳۰، ص ۲۴۴۔

① الوسائل ج ۳۰، ص ۲۰۶۔

④ الفہرست، ص ۳۳۔

③ الفہرست ص ۲۸۔

مؤلفین کی ہیں جو سارے کے سارے سینئر محمد ہیں اور اس کے بعد تین کتابیں جو نیر محمد یا دوسرے درجہ کی محرموں کی تالیف ہیں اور آٹھویں کتاب محمد حسین نوری صاحب کی ہے۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سینئر اور جو نیر محرموں سے کون لوگ مراد ہیں اس بات کی بھی وضاحت کر دی جائے حائر صا حب کا کہنا ہے کہ اوائل چار کتابیں جو کہ سینئر محرموں کی تالیف ہیں اس سے مراد (۱) کتاب الکافی ہے جو محمد بن یعقوب کلینی کی تالیف ہے۔ (۲) کتاب الاستبصار (۳) کتاب التہذیب ہے جو محمد بن حسن طوسی کی ہے۔ (۴) کتاب من لا یخضرہ الفقیہ ہے جو محمد بن بابویہ قمی کی تالیف ہے ان کو سینئر محرموں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

جو نیر محرموں سے مراد باقی ماندہ کتب ثمانیہ کے مؤلفین کتب ہیں وہ بالترتیب یہ ہیں۔  
 (۱)..... محمد بن حسن فیض الکاشانی (۲)..... محمد بن الباقر مجلسی۔ (۳)..... محمد بن الحسن الحر العاملی۔ (۴) محمد حسین بن نوری الطبرسی ہے جو آٹھویں کتاب مستدرک الوسائل کے مؤلف ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان مذکورہ کتابوں کی شیعہ کے نزدیک اہمیت کا بھی اجمالاً تذکرہ کر دیا جائے اس سلسلہ میں کاشانی کا کہنا ہے ”اس دور میں احکام شرعیہ کا دار و مدار ان چار مذہبی کتابوں پر ہے جو سینئر محرموں کی تالیف ہیں۔ وہ چار کتابیں الکافی، الاستبصار، التہذیب اور من لا یخضرہ الفقیہ ہیں۔“<sup>①</sup>

آغاز رک کا کہنا ہے کتب اربعہ مذکورہ اور نئی جوامع و سنن پر ہی اس دور میں احکامات کے استنباط کا دار و مدار ہے۔<sup>②</sup>

ان کتابوں کی حقیقت کیا ہے ان میں روایات جمع کیسے ہوئیں اور یہ معتبر کیوں بنی؟ یہ معلوم کرنے کے لیے مندرجہ ذیل روایات دیکھئے۔

حضرت محمد بن الحسن بن ابی خالد سے مروی ہے انہوں نے ابو جعفر الثانی سے دریافت کیا

کہ میں آپ پر قربان جاؤں ہمارے مشائخ نے حضرت ابو جعفر اور ابو عبد اللہ سے اس زمانے میں روایت کی ہے جس زمانے میں تقیہ زوروں پر تھا انہوں نے اپنی کتابوں کی تشہیر نہیں کی اور اس کو روایت کر کے منظر عام پر لانے سے گریز کیا لیکن جب ان لوگوں کا انتقال ہو گیا تو ان کی گمنام کتابیں ہم لوگوں کو دستیاب ہوئیں اس بنیاد پر ابو جعفر دوم نے فتویٰ صادر کر دیا: ان کتابوں کا حوالہ دے کر روایت بیان کرو کیونکہ یہ کتابیں حق ہیں اب اسناد وغیرہ کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اصل کتاب ہمارے سامنے ہے اس لئے اس کو بنیاد بنا کر خوب اچھی طرح روایت کیا کرو۔ (الکافی / ۵۳)

شاید ہم اپنے اصل موضوع بحث سے نکل گئے ہیں لیکن یہ بھی از حد ضروری ہے جس پر خامہ فرسائی کرنے لئے مجبور ہیں کیونکہ اس موضوع کا متعہ سے لازمی متعلق ہے اس لئے کہ شیعہ حضرات متعہ کے عدم جواز میں وارد احادیث کا انکار اپنی مذکورہ کتابوں میں موجود متعہ کے اثبات میں وارد احادیث سے کرتے ہیں۔

لہذا ہم بطور مثال ان کی بعض کتابوں کا تذکرہ کریں گے۔ سب سے پہلے ہم شیعہ کی مذہبی کتاب الکافی (تالیف کلینی) کو ہی لیتے ہیں جو ان کے ہاں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے شیعہ کے نزدیک مطلقاً یہ بہت عظیم الشان اور مقدس کتاب ہے اگرچہ شیعہ حضرات کا اس بات میں بھی اختلاف ہے کہ ”کافی“ پر پوری کتاب صحیح ہے یا اس کا بعض حصہ صحیح ہے اور بعض غیر مستند ہے یہ دوسرا موضوع ہے لیکن اتنا ضرور ہے کہ کتاب الکافی شیعہ کے نزدیک مقدس ترین اور عظیم الشان کتاب ہے اس میں ان کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے امام کرنی (۱۰۷۶) میں فوت ہوئے ہیں ان کا شمار شیعہ کے متقدمین علماء میں ہوتا ہے یہ گیارہویں صدی کے معروف عالم تھے ان کا کہنا ہے۔

”کتاب الکافی ۵۰ کتابوں کا مجموعہ ہے۔“<sup>۱</sup>

ان کا انتقال (سنہ ۴۶۰ ہجری میں ہوا ہے ان کا کہنا ہے: کتاب الکافی ۳۰ کتابوں

پر مشتمل ہے۔<sup>①</sup>

اس توضیح سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام طوسی کی موت کے بعد آئندہ چھ صدیوں کے دوران کتاب الکافی میں ۲۰ کتابوں کا اضافہ کیا گیا ہے بلکہ کتاب الکافی کے آٹھویں جزء کی صحت میں جو کتاب الروضہ کے نام سے موسوم ہے بعض علماء شیعہ کو شک ہے جیسا کہ کتاب روضات الجنات میں ج ۶، ص ۱۱۸ پر مذکور ہے۔

آیت اللہ تيجانی، جو کہ معاصر عالم ہیں کا کتاب الکافی کے بارے میں اظہار خیال ہے کہ ”اس میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں“ اگرچہ آیت اللہ تيجانی نے یہ بات کتاب الکافی کی دفاع میں کہی ہے مگر یہ ہمارے لئے سند کا درجہ رکھتی ہے۔

ان کا مقصد یہ ہے کہ کتاب الکافی میں جو کچھ ہے اس پر عمل کرنے میں ہم کو مجبور نہ کرو، ہم اگرچہ کتاب الکافی مذہبی اعتبار سے عظیم ہونے کے قائل ہیں اور بلاشبہ وہ ہمارے نزدیک لائق تعظیم ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ہمیں اس کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کے لئے مجبور کریں کیونکہ ہمارے علماء کرام کا کہنا ہے کہ ”اصول الکافی میں ہزاروں احادیث“ من گھڑت ہیں۔

یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ اصول الکافی میں وارد احادیث کی تعداد (۳۷۸۲) ہے۔ امام تيجانی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ کتاب الکافی میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں۔ اس میزان پر رکھ کر اگر ہم کتاب الکافی کو پرکھیں تو ہمیں اس کتاب میں چند احادیث ہی لائق اعتنا مل پائیں گی یقینی طور پر اس سلسلہ میں پھر بھی کچھ کہا نہیں جاسکتا کیونکہ علمائے لغت کا کہنا ہے کہ جمع کا سب سے کم عدد ۳ ہوتا ہے امام تيجانی کتاب الکافی کا یہ کہنا کہ میں ہزاروں احادیث موضوع ہیں تو لغت کی رو سے ہزاروں کا کم از کم تین ہزار پر اطلاق ہوگا

گویا کہ اصول الکافی سے تین ہزار موضوع احادیث نکل گئیں اس کے بعد اس میں (۷۸۳) احادیث باقی بچیں جن کو موضوع کی فہرست سے خارج سمجھا جائے گا لیکن کیا یہ باقی ماندہ احادیث صحیح ہیں؟؟ بلاشبہ ان میں بھی بعض صحیح ہوں گی اور بعض حسن درجہ کی ہوں گی اور بعض ضعیف ہوں گی۔

عظیم الشان کتاب کا یہ عالم ہے تو ان کی باقی کتابوں کا کیا حال ہوگا؟

امام طوسی کتاب تہذیب الأحکام کے مؤلف ہیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ کتاب تہذیب الأحکام کتاب الکافی کے بعد شیعہ کی مقدس چار کتب میں دوسرے درجہ کی کتاب ہے۔

میری کتاب ”تہذیب الاحکام“ میں وارد احادیث کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ ہے۔“ اس وضاحت سے معلوم کہ امام طوسی کی کتاب پانچ ہزار سے زیادہ احادیث مشتمل ہے پانچ ہزار سے زیادہ کی صراحت میں کیا چھ ہزار تک ان کی تعداد پہنچ سکتی ہے؟ نہیں ایسا ہرگز ناممکن ہے البتہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ پانچ ہزار اور چھ ہزار کے درمیان ان کی تعداد ہو سکتی ہے یعنی ۵۵۰۰ سے لے کر ۵۹۰۰ تک ہو سکتی ہے مگر ۶۰۰۰ سے اوپر نہیں ہو سکتی لیکن معاصرین میں امام آغا برزک طہرانی کا کہنا ہے کہ

”کتاب التہذیب میں وارد احادیث کی تعداد ۱۳۹۵۰ تک پہنچتی ہے“ اس تضاد بیانی سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ کتاب مذکور میں امام طوسی کی وفات کے بعد قریب آٹھ ہزار احادیث کا اضافہ کیا جا چکا ہے۔<sup>①</sup>

یہ شیعہ کی پہلی کتابوں کا تذکرہ تھا۔

اب ہم مؤخر الذکر چار کتابوں کا بھی جائزہ لیتے ہیں تاکہ شیعوں کی باقی ماندہ مستند مذہبی کتابوں کی حقیقت بھی ہمارے سامنے آشکارا ہو کر آجائے۔



ان چار کتابوں میں سے پہلی کتاب گیارہویں صدی ہجری میں تالیف کی گئی ہے جس کو کتاب الحر العالمی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے اور اسی ضمن میں کاشانی کی کتاب الفیض کا بھی تذکرہ آتا ہے اس کے بعد بارہویں صدی ہجری میں کتاب مجلسی معرض وجود میں آئی، اور چودھویں صدی ہجری میں النوری الطبرسی کی کتاب مستدرک الوسائل منصہ شہود پر آئی۔ ان کتابوں کی جمع و ترتیب اور تالیف و تدوین کے عجیب و غریب قصے ہیں۔

مجلسی کا اپنی کتاب کی جمع و ترتیب کے بارے میں کہنا ہے کہ الحمد للہ ہمارے پاس کتب اربعہ کے علاوہ ۲۰۰ کتابیں جمع ہو گئیں ہم نے انہیں کتابوں سے نقل کر کے اپنی کتاب البحار کی جمع و ترتیب کا کام انجام دیا اور جو مواد ہم نے اس کتاب میں جمع کیا ہے وہ اس کتاب کے علاوہ کسی دوسری کتاب میں جمع نہیں کیا ہے۔<sup>①</sup>

الوسائل کے مولف الحر العالمی کا کہنا ہے کہ میرے پاس کتب اربعہ کے علاوہ ۸۰ سے زیادہ کتابیں موجود ہیں۔<sup>②</sup>

نوری الطبرسی کے بارے میں آغا بزک طهرانی کا کہنا ہے مستدرک الوسائل کی تالیف کا باعث یہ ہے کہ بعض مستند کتابیں مؤلف کے ہاتھ لگ گئیں (شیعوں کی جوامع و مسانید میں جن کا تذکرہ تک نہ تھا) نے ان کتابوں کو بنیاد بنا کر یہ نئی کتاب ترتیب دے دی۔<sup>③</sup>

ہم شیعہ حضرات سے کہتے ہیں کہ خدا را! یہ کیسا اتفاق ہے کہ چودھویں صدی ہجری میں ان احادیث کی جمع و ترتیب کی صورت میں انجام دیا جا رہا ہے جس کا اس سے چودہ سو سال پہلے کسی کو خیال تک نہ آیا کہ ان کو کس سند کے ساتھ روایت کیا جائے؟ اتنا طویل عرصہ یہ برکت کے طور پر بلا سند ہی بیان کی جاتی رہیں اور بس کسی معروف شخص کی سنت ہی مضبوط ترین سند کا درجہ حاصل کرتی تھی شیعہ سند یہ ہے:

① اصول مذهب الشیعہ ج ۱، ص ۳۵۹.

② الوسائل المقدمہ ج ۱.

③ ملاحظہ ہو: الذریعہ/ ج ۲۱ - ص ۷.

قال جعفر الصادق! قال العسکری! قال محمد الباقر! قال علی بن أبی طالب!! قال الحسین! قال موسیٰ! قال المنتظر! شیعہ مذہب میں سند یہ ہے اس بنیاد پر میسر آنے والی احادیث جانے کہاں سے آئی ہیں۔ ایسی اسناد اور احادیث سے بھرپور کتابوں کے متعلق ان کا دعویٰ ہے کہ مذکورہ کتب ان کے نزدیک معتمد ترین کتابیں ہیں جب ان کی معتمد ترین اور مستند ترین کتابوں کا یہ عالم ہے جو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچئے اور فیصلہ کن جواب دیجیے کہ کیا اس قسم کی کتابوں پر اعتماد کیا جاسکتا ہے؟ اور ان کو مذہبی کتب سے موسوم کرنا ایک مسلمان کو زیب دیتا ہے؟۔

### شیعہ کے علماء رجال:

شیعہ کے نزدیک علم رجال میں قدیم ترین کتاب رجال الکشی ہے مصنف کتاب چوتھی صدی ہجری میں وفات پاچکے ہیں مگر کسی صحیح طور پر ان کی تاریخ وفات کا علم نہیں ہے۔ اس میں بیان کردہ معلومات تشنہ کام ہیں اس میں جو روایات ہیں ان کا آپس میں تضاد ہے نہ تو ان کی توثیق کی جاسکتی ہے اور نہ ہی اس کے ذریعہ جرح و تعدیل کا کام کیا جاسکتا ہے اس میں فقط ۵۲۰ تراجم ہیں۔

اس کے بعد رجال النجاشی نامی کتاب کا نمبر آتا ہے یہ کتاب اس فن میں بڑی مختصر ہے۔ تیسرے نمبر پر طوسی کی کتاب ”کتاب الفہرست“ کا نام لیا جاتا ہے اس کتاب میں بلا جرح و تعدیل کے صرف مصنفین کی فہرست گموانے پر اکتفاء کیا گیا ہے شاذ و نادر ہی کہیں جرح و تعدیل پائی جاتی ہے۔

شیعوں کے نزدیک علم رجال میں یہ قدیم مراجع تھے جن کو ذکر کر دیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ جب شیعوں کے نزدیک علم رجال کا فقدان ہے تو وہ اسانید کا سہارا کیوں لیتے ہیں؟ اور جابجا اس کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں؟۔

اس کے جواب میں الحر العالمی کا کہنا ہے کہ شیعہ حضرات اسانید کا تذکرہ تبرک کے طور پر

کرتے ہیں اور وہ زبانی خطاب کے متصل انتساب کے لیے اس کو تکیہ بناتے ہیں کذاب، متروک اور مہتم وغیرہ ان کا تکیہ کلام ہے جس میں اتصال سند کو دخل نہیں ہے شیعہ اسانید کو بیان کیوں کرتے ہیں؟ اس کا سبب یہ ہے کہ عوام اہل سنت کے عار کا دفاع کیا جاسکے کیونکہ اہل سنت، اسناد کے نہ ہونے پر شیعہ کو عار دلاتے ہیں العالمی کا کہنا ہے کہ شیعہ نے دراصل اپنے دفاع کے لیے اسناد کا اضافہ کیا ہے کسی روایت کے آغاز میں، کسی کے اختتام پر کسی کذاب یا مجہول کی معلوم یا نامعلوم سند کسی بھی جگہ سے اٹھا کر کسی دوسری جگہ پر رکھ دینے میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

### شیعہ کی جرح تعدیل:

امام کا شانی فرماتے ہیں۔

شیعوں کے نزدیک جرح و تعدیل کی شرائط کے بارے بڑے بڑے اختلافات تضادات اور شبہات پائے جاتے ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتے اور نہ ہی اس مسئلہ میں اطمینان قلب نصیب ہو سکتا ہے ایک عالم سے یہ حقیقت پوشیدہ نہیں ہے۔<sup>①</sup>

شیعہ کے نزدیک مشہور ترین وہ سند ہے جس کا کلینی نے اپنی کتاب کافی میں یوں ذکر کیا ہے۔

”قال علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ عن عفیر حمار رسول اللہ کلم

رسول اللہ فقال بابی انت وامی ان ابی حدثنی عن ابیہ عن

جدہ عن ابیہ .“

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عفیر گدھے نے یہ روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم کلام

ہوتے ہوئے کہا میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان میرے باپ نے اپنے باپ کے

واسطے سے اپنے دادا کے ذریعہ ان کے والد کے توسط سے یہ روایت نقل کی ہے کہ وہ سفینہ نوح

میں حضرت علیہ السلام کے ساتھ تھے نوح علیہ السلام ان کے پاس آئے اور اس کے بچے کی پیٹھ پر ہاتھ

پھیرا اور کہا: اس گدھے کی ذریت میں ایک ایسا گدھا پیدا ہوگا سید المرسلین و خاتم النبیین جس کی سواری کریں گے اور اللہ کا شکر اور اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ شرف بخشا ہے۔<sup>①</sup>

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ روایت گھڑ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کی گئی ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زبانی ان پر بہتان طرازی کی عظیم ترین جسارت کی گئی ہے کیونکہ ان کی زبان حق سے ایسے کلمات صادر ہونا ناممکن ہیں۔

ذرا اس دورغ گوئی کا تصور کیجئے کہ گدھوں سے روایت کرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں بلکہ گدھے کے لئے سند در سند روایت گڑھ کر اس کی توثیق کے لئے کوشاں ہیں یہ کیسی حماقت ہے کہ گدھے کے واسطے سے سند بنا کر یوں کہہ رہے ہیں حدثنی اُبی عن اُبیہ عن جدہ عن اُبیہ گویا کہ گدھا اپنے دادا پر دادا سے یہ روایت نقل کر رہا ہے کیسی مضحکہ خیز بات ہے کہ جانوروں میں سے ایک حقیر جانور کی سند بنا کر اس سے روایت کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد اس روایت کے معانی و مطالب پر بھی ذرا غور کیجئے گدھے کا یہ قول ملاحظہ فرمائیے کہ و مسح علی کفله یعنی گدھے کے بچے کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ اس روایت میں کفل کا لفظ آیا ہے اور وہ بھی گدھے کے لئے استعمال کیا گیا ہے اور آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ عربی زبان میں گدھے کے بچے کو کفل نہیں کہا جاتا ہے کفل کا لفظ تو مینڈھے اور بھیڑ کے بچے کے لئے استعمال ہوتا ہے یہیں سے اس روایت کا پول کھل کر سامنے آ جاتا ہے مزید تفصیل کی ضرورت نہیں ہے عقل مندر اشارہ کافی است۔

شیعہ کے نزدیک علم مصطلح کا بھی جائزہ لیتے ہیں۔

شیعی عالم امام حارّی کا قول ہے: یہ بات کسی شخص سے ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ ہمارے شیعی علماء میں شہید ثانی سے قبل کسی نے بھی کوئی کتاب تصنیف نہیں کی ہے یہ اہل سنت

والجماعت کا خاصہ ہے۔

یہ ایک شیعہ عالم کا علم مصطلح سے شیعہ کی ناواقفیت کا کھلم کھلا اعتراف ہے کیونکہ علم مصطلح میں شیعہ کے یہاں شہید ثانی کے آنے سے پہلے کسی نے کوئی کام نہیں کیا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ شہید ثانی شہید ثانی کون ہیں؟

در اصل زین الدین العالمی کو شہید ثانی کہا جاتا ہے جو دسویں صدی ہجری میں ہو گزرے ہیں ان کی وفات سنہ ۹۶۵ ہجری میں ہوئی۔

معلوم ہوا کہ شہید ثانی کے بعد شیعہ برادران کے یہاں علم مصطلح میں کام شروع ہوا اس کے بعد انہوں نے راویاں کو ثقہ ضعیف اور مجہول قرار دینا شروع کیا حالانکہ یہ محض افسانہ ہے اور خوشاختہ تکلف بھی۔

شیعہ کے نزدیک بالا اتفاق) ایک شخص ثقہ تصور کیا جاتا ہے اس کا نام زرارہ بن اعین ہے۔ یہ متفقہ طور پر شیعوں کے نزدیک ثقہ راوی ہیں اس کی ذات میں دورانے نہیں۔

زرارہ بن اعین کے بارے میں نجاشی رقم طراز ہیں کہ یہ اپنے زمانے میں ہمارے اصحاب کے شیخ ہیں ان کی شخصیت میں علم و فضل، دین و ایمان کی صفات بدرجہ اتم موجود ہیں۔<sup>①</sup> امام کشی کا کہنا ہے: لوگوں کی بڑی تعداد کا متقدمین کی دیانت داری اور صداقت پر اجماع

ہے، ان میں زرارہ بھی شامل ہیں زرارہ بن اعین درایت و تفقہ میں سب سے آگے ہیں۔“

امام طوسی کی کتاب الفہرست کے حاشیہ پر تحریر ہے زرارہ بن اعین کا شمار فقہ و حدیث اور معرفت کلام میں شیعوں کے اکابرین میں ہوتا ہے ان میں علم و فضل، دین و ایمان والی ساری صفات جمع ہو گئی ہیں۔<sup>②</sup>

شیعہ کا اس ایک شخص کے بارے میں یہ نظر یہ ہے لیکن آئیے دیگر روایات کا مطالعہ کرتے ہیں جن سے زرارہ کی حقیقت کھل کر سامنے آ جائے گی:

① ملاحظہ ہو: رجال النجاشی ص ۱۲۵۔

② الفہرست ص ۱۰۴۔

حضرت یونس بن عبدالرحمن، شیخ ابن مستان کے واسطے سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے زرارہ بن اعین کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ امام باقر پر رحم کرے البتہ امام جعفر کی بارے میں میرے دل میں خمیدگی ہے میں نے ابن مستان کی خدمت میں عرض کیا کہ ایسا کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ابو عبد اللہ نے زرارہ کا پول کھول کر لوگوں کے سامنے رکھ دیا تھا۔ لہذا زرارہ انتقام زرارہ نے ایسی بات کہی ہے۔<sup>①</sup>

حضرت علی بن ابی حمزہ نے ابو عبد اللہ سے روایت کیا ہے میں نے آیت قرآن ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ پڑھی۔<sup>②</sup>

حضرت ابو عبد اللہ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو ظلم سے اپنی پناہ میں رکھے میں نے عرض کیا وہ کون سا ظلم ہے؟ جس کی آپ ﷺ بات کر رہے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ میری مراد یہ ہے کہ زرارہ اور ابو حنیفہ نے جو گل کھلائے ہیں ان کی شرانگیزی سے اللہ تعالیٰ ہمیں محفوظ رکھے۔<sup>③</sup>

حضرت ابو عبد اللہ نے زرارہ بن اعین کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اللہ کی قسم ابو زرارہ نے مجھ پر جھوٹ تھوپا ہے اللہ کی قسم زرارہ نے مجھ پر بہتان باندھا ہے، اللہ کی قسم زرارہ نے مجھ پر دروغ گوئی کی ہے زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو، زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو۔<sup>④</sup>

حضرت ابو عبد اللہ نے حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرمایا کہ زرارہ پر اللہ کی لعنت ہو! اس نے اسلام میں سب سے زیادہ بدعات کو رواج دیا ہے۔<sup>⑤</sup>

① رجال الکشی / ص ۱۳۱.

② ﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ﴾ اور یہ بات بدیہی ہے کہ (آیت کی ابتداء واو کے ساتھ نہیں ہے بلکہ: الَّذِينَ آمَنُوا کے ذریعہ آیت شروع ہوتی ہے لیکن شیعہ حضرات کے قرآن کریم کے ساتھ عدم اہتمام کی وجہ سے آیات قرآنیہ میں اس طرح کی بیشمار غلطیاں ہیں جن کے وہ مرتکب ہیں۔

③ الکشی ص ۱۳۴.

④ الکشی ص ۳۳۱.

⑤ الکشی ص ۱۳۳.

حضرت ابو عبد اللہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ کتنے دنوں سے زرارہ سے تمہارا سابقہ نہیں پڑا ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے انہیں کئی دنوں سے نہیں دیکھا ہے ابو عبد اللہ نے جواب دیا: زرارہ کو دفع کرو اب ان کے بارے میں خیال تک نہ لانا حتیٰ کہ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ میں شرکت نہ کرنا ازراہ تعجب عرض کیا زرارہ کے بارے میں آپ یہ فرما رہے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا ہاں۔

زرارہ یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ شر پسند ہے۔“<sup>①</sup>

انتہائی تعجب خیز بات یہ ہے کہ شیعوں نے ان تمام روایات کی تاویل کی ہے اور کہا ہے کہ یہ ساری کی ساری روایات امام صاحب نے زرارہ بن اعین کے بارے میں بطور تقیہ کہی ہیں حالانکہ یہ سراسر جھوٹ اور بہتان ہے یہ زرارہ بن اعین اور ابو حنیفہ کی شان میں گستاخی اور ایک جواز بھی ہے تاکہ علماء اہل سنت کو ہے تقیہ کے نام پر لعن و طعن کا نشانہ بنایا جاسکے شیعہ حضرات کبھی صرف حضرت زرارہ کو لعن و طعن کا نشانہ بناتے ہیں حتیٰ کہ کسی سوال کے بغیر ہی زرارہ کا تذکرہ ان الفاظ سے شروع کرتے ہیں (لعن اللہ زرارہ، لعن اللہ زرارہ، لعن اللہ زرارہ)

اس شخص زرارہ کے متعلق آپ نے شیعہ کی معروف مذہبی کتابوں کی تضاد بیانی ملاحظہ فرمائی ہے۔

شیعہ کے نزدیک یہ ثقہ ترین راوی کی بات ہے میں نے اس پر بڑے اختصار کے ساتھ بحث کی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ شیعوں کے نزدیک کوئی بھی ایسا راوی نہیں ہے جس کے بارے میں ان کی کتابوں میں یہ تضاد بیانی موجود نہ ہو۔

مثلاً محمد بن سنان، عبد اللہ بن سنان، جابر جعفی، ابو نصیر، یزید بن معاویہ، محمد بن مسلم طائفی

وغیرہ۔

یہ تمام شیعہ کے رواۃ ہیں لیکن جب آپ ان کی مرویات کی طرف رجوع کریں گے یا علم رجال میں ان کے کلام کا تتبع کریں گے تو آپ کو یہ تضاد ضرور نظر آئے گا کہ کہیں کسی کو ملعون کہا گیا ہے تو کہیں کسی کو ثقہ کے خطاب سے نوازا گیا ہے اور اگر کہیں کسی کو کافر کہہ کر پکارا گیا ہے تو اسی کو امام قرار دیا گیا ہے۔

حرمت متعہ میں روایت علی رضی اللہ عنہ:

شیعہ حضرات اس حدیث کے بارے میں بہت زیادہ حیراں و سرگرداں ہیں ہم گذشتہ صفحات پر اس کو بیان کر چکے ہیں۔ دراصل بات یہ ہے کہ شیعہ نے اس روایت کو حضرت علی بن طالب رضی اللہ عنہ کی نسبت سے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے۔

”رسول اللہ ﷺ نے یوم خیبر کو متعہ اور پالتو خچر کا گوشت حرام قرار دیا ہے۔“

شیعہ حضرات اس حدیث کو کس احتمال سے موسوم کرتے ہیں ہم اس کا تذکرہ کر چکے ہیں۔ یہ حدیث شیعہ حضرات کی کتاب الاستبصار، کتاب التہذیب، اور کتاب الوسائل میں مذکور ہے۔

الحرحر العالمی کا اس حدیث کے بارے میں خیال ہے کہ شیخ طوسی جیسے علماء نے اس حدیث کو تقیہ پر محمول کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بطور تقیہ کہی ہے لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیوں کیا؟

شیعہ کہتے ہیں کہ متعہ کی اباحت کی غرض سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا کیا کیونکہ متعہ کی اباحت مذہب امامیہ کی ضروریات میں سے ہے۔

شیعہ کہتے ہیں بس صرف اسی سبب سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تقیہ کا راستہ اختیار کیا ہے! کہ متعہ کی اباحت ضروریات مذہب میں سے ہے لہذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ قول تقیہ پر محمول سمجھا جائے گا کیونکہ انہوں نے یہ حکم تقیہ کے طور صادر فرمایا ہے۔

ہمارا کہنا یہ ہے کہ یہ بات کئی وجوہ کی بناء پر باطل ہے۔



اس کی سب سے پہلی وجہ بطلان یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بذات خود یہ فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ انہوں نے اس روایت کو رسول اللہ ﷺ سے نقل فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان امور کی ممانعت فرمائی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت کو کیوں کر تقیہ کا نام دیا جاسکتا ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات پر بہتان تراشی ہے اس کی ممکنہ دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو یہ کہا جائے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول ﷺ پر بہتان باندھنے کی کوشش کی ہے لیکن یہ علی رضی اللہ عنہ کی ذات سے بعید از قیاس ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف جھوٹ کو منسوب کر کے روایت کرنے کی تگ و دو کریں۔

لہذا یہ بات بھی عیاں ہو گئی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت تقیہ سے خارج ہے کیونکہ یہ بات کیسے باور کی جاسکتی ہے کہ یہ کلام تقیہ ہو جبکہ علی رضی اللہ عنہ براہ راست اسے رسول اللہ ﷺ سے روایت کر رہے ہیں یا پھر ہم یہ کہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بطور تقیہ فرمایا ہے لیکن ایسا غیر ممکن ہے۔

اس کی دوسری وجہ بطلان یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے حج تمتع کے سلسلہ میں اس کے خلاف رائے کا اظہار کیا ہے سوال یہ ہے کہ اس موقع پر انہوں نے تقیہ کا اعلان کیوں نہیں کیا؟ متعہ خیبر کے بارے میں شیعہ کے نزدیک ان کی روایت تقیہ پر محمول ہے مگر حج تمتع کے سلسلہ میں اس کے برخلاف کیوں ہے؟۔

اس کی تیسری وجہ بطلان یہ ہے کہ بعض صحابہ کرام سے منسوب ہے کہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں متعہ روا رکھا اور اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی متعہ کے جواز کے قائل تھے یہ عبداللہ ابن عباس اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما وغیرہ کا موقف تھا۔

کیا یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ بہادر تھے؟ علی رضی اللہ عنہ تو مارے خوف کے تقیہ کا استعمال کریں اور یہ لوگ علی الاعلان اپنے اعتقاد کا اظہار کرتے پھر یہ بیان بازی حضرت

علی رضی اللہ عنہ کی ذات کے ساتھ مذاق ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو بزدل ثابت کرنے اور آپ رضی اللہ عنہ کی ذات کو مطعون کرنے کے مترادف ہے۔

اس کے بطلان کی چوتھی وجہ یہ ہے صحابہ کرام نے متعہ کی حرمت کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کو تو قبول کر لیا لیکن حج تمتع کے بارے میں ان کے قول کو ٹھکرا دیا؟ یہ ساری تفصیل اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعہ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کو تقیہ پر محمول نہیں کیا جاسکتا بلکہ انہوں نے سب کچھ رسول اللہ ﷺ سے نقل کیا ہے یہ حدیث صحت کے اعتبار سے متفق علیہ درجہ کی حدیث ہے امام بخاری و مسلم نے اپنی صحیحین میں اس کو روایت کیا ہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے عقیدہ تقیہ کے بارے میں فرمایا ہے۔ فرمان الہی ہے: ﴿إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاةً﴾ (آل عمران: ۲۸) میں تقاۃ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم جھوٹ بولیں یعنی زبان سے کچھ کہیں اور دل میں کچھ اور ہو یہ تقیہ نہیں ہوا بلکہ یہ تو عین نفاق ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مصلحت کے تحت جتنا اپنے بس میں ہو اس کام کو بحسن و خوبی سرانجام دیں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

((من رأى منكم منكرا فليغيره بيده فان لم يستطع فبلسانه ،

فان لم يستطع فبقلبه وذلك أضعف الأيمان))

”تم میں کوئی شخص اگر برائی دیکھے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اس کو روک

کرے اور اگر وہ اسے ہاتھ سے نہ روک سکتا ہو تو زبان سے روکے اور اگر زبان

سے بھی اس پر نکیر کرنے کی قدرت نہ ہو تو کم از کم دل میں اسے برا سمجھے یہ ایمان

کا سب سے کمزور درجہ ہے۔“

لہذا بندہ مومن اگر کفار میں پھنس جائے اور اپنی کمزوری اور ناتوانی کی وجہ سے ان سے

برسر پیکار نہ ہو سکتا ہو اور یہ ممکن ہو کہ زبان سے برائی کا تدارک کر سکے تو زبان سے اس کا تدارک

کرے اور اگر زبان سے بھی کچھ نہ کر سکے تو کم از کم دل سے اسے برا سمجھے لیکن یاد رہے کہ دروغ گوئی اور بہتان بازی کا سہارا لے اور نہ ہی نفاق سے کام لے کہ دل میں کچھ ہو اور زبان پر کچھ اور ہو بہر حال اس حالت میں بھی چاہے وہ دین کا اظہار کرے یا کتمان سے کام لے اس کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کفار و مشرکین کو کلی طور پر قبول کر لے اور ان میں گھل مل جائے۔

بلکہ اس کو زوجہ فرعون کا طریقہ اپنانا چاہئے یعنی ان کے دین میں پورے طور پر گھلنے ملنے سے گریز کرے اور ان کے رسم و رواج اختیار کرنے سے احتیاط برتے اور نہ جھوٹ اور دروغ گوئی سے کام لے اور نہ منافقانہ انداز اختیار کرے یعنی زبان سے اس بات کا اظہار کرے جو دل میں موجود اعتقاد کے خلاف ہو بلکہ تو یہ سے کام لیتے ہوئے اپنے ایمان کو پوشیدہ رکھے۔

دین و ایمان کی پوشیدگی اور چیز ہے اور باطل کا اظہار دوسری چیز ہے اللہ تعالیٰ نے باطل کے اظہار کو ناجائز قرار دیا ہے البتہ مجبور شخص کو اللہ تعالیٰ نے مکرہ اور منافق کے درمیان فرق بھی واضح کر کے بتلا دیا ہے۔

لہذا جو کچھ نفس میں پوشیدہ ہے اس کا کتمان کرنا ان مواقع پر جائز ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے اس کے اظہار سے اسے معذور قرار دیا ہے لیکن جہاں تک اس شخص کا تعلق ہے جو کفر بکنے کا عادی ہے اس کے لیے عذر کا کوئی جواز نہیں ہے اور نہ ہی اس کو اس کے لئے معذور قرار دیا گیا ہے لیکن بالفرض وہ مومن شخص جو اپنے دل میں ایمان کی چنگاری چھپائے ہو اور کفار و مشرکین کے درمیان پھنس جائے اور کفار و مشرکین کو اس کے ایمان کا علم نہ ہو اس پر لازم ہے کہ کفار و مشرکین کے ساتھ راست گوئی، دیانتداری، اور بھلائی کا رویہ اپنائے اگرچہ اس معاشرے کے لوگ اس کے دین کے موافق نہ ہوں جیسا کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کے ساتھ کیا تھا اگرچہ اس معاشرے کے تمام لوگ کافر تھے۔ (منہاج السنۃ)

اب بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ائمہ اثنا عشر میں سے کسی نے متعہ کیا ہے؟

اس بارے میں علامہ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ اہل بیت علیہم السلام پر متعہ کا الزام

بے بنیاد ہے بلکہ ایسا کہنا اہل بیت کے اوپر بہتان باندھنا ہے اور ان کی ذات کے ساتھ افتراء بازی ہے کسی کتاب یا کسی مرجع میں یہ بات نہیں ہے کہ اہل بیت میں سے کسی نے متعہ کیا ہو اگر متعہ کیا ہوتا تو کم از کم اس عورت کی تحدید ہوتی کہ فلاں عورت سے اہل بیت میں سے فلاں شخص نے متعہ کیا ہے اور کسی شخص اور اہل بیت کی طرف نسبت کی گئی ہوتی جو ان کی اولاد متعہ کہلاتی۔

یہاں ایک اشکال یہ وارد ہوتا ہے کہ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں بنی نہشل کی ایک عورت سے متعہ کیا تھا۔<sup>①</sup>

یاد رہے کہ یہ اشکال شیخ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ کے کلام کے منافی نہیں ہے کیونکہ شیخ احسان الہی ظہیر رحمہ اللہ اس عورت کی تحدید کی نفی کر رہے ہیں جس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے متعہ کیا تھا اگر ایسا ہے تو ذرا اس عورت کا نام بتلا دیجئے ہم مان جائیں گے کہ آپ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں شیخ نے اہل بیت علیہم السلام کی ذات سے اس تہمت کے ازالہ کی کوشش کی ہے کس بنیاد پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اہل بیت علیہم السلام نے متعہ کیا ہے اگر شیعہ اپنے دعویٰ میں حق بجانب ہیں تو ذرا یہ بتائیں کہ متعہ کے ذریعہ اہل بیت کے نطفہ سے کسی اولاد کا تاریخ میں کوئی ذکر آتا ہے بلکہ حقیقی بات یہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کو متعہ کے نام تک سے نفرت تھی۔

چنانچہ علی بن یقطين رحمہ اللہ کا قول ہے کہ میں نے موسیٰ کاظم سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے جواب دیا کہاں تم اور کہاں متعہ؟ تم کو متعہ سے کیا سروکار جبکہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے مستغنی کیا ہے۔<sup>②</sup>

حضرت مفضل رحمہ اللہ سے مروی ہے میں نے ابو عبد اللہ کو کہتے ہوئے سنا ہے متعہ کی چکر بازی چھوڑ دو متعہ کرنے والے کو شرم نہیں آتی کہ ایک غیر محرم کی شرم گاہ کا مشاہدہ کرتا ہے اور

① مزید تفصیل کے لئے الوسائل ملاحظہ فرمائیں ۱۰/۲۱۔

② خلاصة الأيجاز في المتعة للمفيد ص ۵۷، الوسائل ۱۴/۴۴۹، نوادر أحمد ص ۸۷ ح ۱۹۹،

الكافي ج ۵ ص ۴۵۲۔

اس کے ساتھ گذری ہوئی یادوں کے ہمراہ اپنے نیک و صالح دوستوں کے پاس حاضری رہتا ہے۔<sup>①</sup>

حضرت عبداللہ بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے ابو عبداللہ سے متعہ کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا اپنے نفس کو اس کی آلودگی سے گدلانہ کرو۔<sup>②</sup>

حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عبداللہ بن عمیر رضی اللہ عنہ حضرت امام باقر کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کا عورتوں سے متعہ کرنے کے سلسلہ میں کیا خیال ہے؟ ابو جعفر نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ نے متعہ کو اپنی کتاب اور اپنے نبی ﷺ کی زبان مبارک سے حلال قرار دیا ہے، اب متعہ قیامت تک کے لئے حلال ہے پھر ابو جعفر نے حضرت عبداللہ بن عمیر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اگر تم کو یقین نہیں ہے تو ہم اس بات پر ملاعنہ کرنے کے لئے تیار ہیں کہ متعہ حلال ہے تو حضرت عبداللہ بن عمیر ان کے پاس آئے اور امام ابو جعفر علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے کہ کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہاری عورتیں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری رشتہ کی لڑکیاں متعہ کرتی پھریں؟ ابو جعفر علیہ السلام نے ان کی طرف سے اپنا چہرہ پھیر لیا اور اپنی بات سے رجوع کیا جب انہوں نے ان کی عورتوں اور ان کی رشتہ دار لڑکیوں کا تذکرہ کر کے ان کو عار دلایا۔<sup>③</sup>

امام باقر علیہ السلام کی اس روایت کی عدم صحت کی دلیل کے لئے صرف یہ بات کافی ہے کہ جس کو امام کے منصب کا اہل قرار دیا جا چکا وہ امت کی بہو بیٹیوں کے بارے میں ایسے مسئلہ کے جواز کا فتویٰ قطعاً نہیں دے گا جس کو اگر اس کی اپنی بہو بیٹیوں کے ساتھ انجام دینے کے لئے کہا جائے تو مارے شرم اور عار کے اس کا چہرہ سیاہ پڑ جائے کیونکہ اگر کوئی حکم شرعاً جائز ہے تو اس کے عموم میں امت کی اشرف ترین لڑکیوں کے لئے وہی حکم ہے جو امت کی ادنیٰ سے

① الکافی ۵/۴۵۳، البحار ۱۰۰، ۱۰۳، ۳۱۱، الوسائل ۱۴/۴۵۰، المستدرک ۱۴/۴۵۵.

② مستدرک الوسائل ج ۱۴ ص ۴۵۵.

③ مستدرک الوسائل ج ۱۴ ص ۴۴۹.

ادنی لڑکیوں کے لئے ہے اہل سنت والجماعت نے جن واسطوں سے روایت کر کے مسئلہ متعہ کی وضاحت کی ہے انہی طرق روایت کو شیعوں نے متعہ کے جواز میں اختیار کیا ہے۔

ایک حدیث حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے عہد میں ایک مٹھی کھجور اور ایک مٹھی جو کیا آٹے کے بدلے متعہ کیا کرتے تھے حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہمیں متعہ کرنے سے منع فرما دیا۔ (رواہ مسلم)

ایک دوسری حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے عہد میں متعہ کیا تھا پھر جب عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے ممانعت کا اعلان کر دیا تو ہم نے اس کے بعد دوبارہ کبھی متعہ نہیں کیا۔ [رواہ مسلم]

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے شیعہ حضرات استدلال کرتے ہوئے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا کہنا ہے کہ ہم نے نبی کریم ﷺ کے زمانے میں متعہ کیا اس دور میں قرآن کریم کا نزول جاری تھا لیکن بعد میں ایک شخص نے اپنی رائے سے جو موزوں سمجھا وہ کہا مراد یہ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے متعہ کی حرمت کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا۔ یہ حدیث صحیحین میں موجود ہے۔

لیکن ہمارا کہنا ہے کہ جہاں تک حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی احادیث کا معاملہ ہے تو ہم اس حقیقت سے انکار نہیں کر رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مباح قرار دیا تھا اسی بات کا حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اثبات کیا ہے لیکن یہ بھی حقیقت جس میں دورائے نہیں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے بعد متعہ کی حرمت کا حکم صادر فرمایا تھا مگر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو متعہ کی حرمت کے حکم کا علم نہ ہو سکا اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ یہ بات ناممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ اگر کسی بات کا حکم دیں یا کسی کام سے روکیں تو اس موقع پر تمام صحابہ کرام کو آپ ﷺ جمع کر لیں اور جب تمام کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو جائیں تب اس کی حلت یا حرمت کا حکم صادر فرمائیں بلکہ آپ ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ آپ ﷺ حاضرین

کو پیغام پہنچا دیا کرتے تھے اور حاضرین غائب لوگوں تک اس کی رسائی کر دیا کرتے تھے۔ چنانچہ یہاں یہ بات واضح ہوگئی کہ اس نبی کا صدور حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں ہوا ہے ان تک نبی کریم ﷺ کا یہ خطاب پہنچ نہیں سکا جس کی وجہ سے وہ اسے حلال ہی سمجھتے رہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زبان ترجمان حق سے ان کو اس بات کا پتہ چل گیا تب جا کر وہ اس کی حرمت کے قائل ہو گئے۔

جہاں تک عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا معاملہ ہے شیعہ نے اس بارے میں لوگوں کو مغالطے میں ڈالنے کی کوشش کی ہے کیونکہ ان سے مروی حدیث حج تمتع کے بارے میں ہے جب کہ متعہ نساء سے اس کا دور کا تعلق نہیں ہے اور جو شخص حدیث کے مختلف طرق کی چھان بین کرے گا اس کو اس بات کا پتہ چل جائے گا۔

یہی عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ عمرہ ادا کیا اس وقت تک متعہ کی ناسخ آیت کا نزول نہیں ہوا تھا اور نہ ہی آپ ﷺ نے متعہ کی ممانعت کا حکم صادر فرمایا تھا حتیٰ کہ اسی حال میں واپسی ہوگئی اب اس کے بعد جو جس کے جی میں آئے وہ اس کا اظہار خیال کرتا ہے۔<sup>①</sup>

صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا مگر حج تمتع کی حرمت کی بابت آپ ﷺ نے کچھ بھی نہیں کہا اور نہ قرآن میں اس کی حرمت کے بارے میں کوئی حکم نازل ہوا حتیٰ کہ آپ ﷺ کی وفات ہوگئی ایک شخص نے اپنی رائے سے اس بارے میں حکم صادر فرمایا ہے مراد یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی حرمت کا حکم صادر فرمایا۔

یہاں پر بھی کلام تمتع حج کے بارے میں ہے متعہ نساء کے بارے میں یہ حکم نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے حدیث عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کو تمام ائمہ کرام نے کتاب الحج میں نقل کیا ہے

اور فقہاء میں سے کسی نے بھی اسے کتاب النکاح میں نقل نہیں کیا ہے۔

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں معلوم ہونا چاہیے کہ وہ نکاح شرعی جس کو اصلاً نکاح صحیح سے تعبیر کیا جاتا ہے وہ نکاح ہے جس کو عورتوں کے ولی انجام دیں کیونکہ ولی کے بغیر نکاح نہیں ہوتا ہے۔

شارع حکیم نے اس بارے میں بڑی سختی کے ساتھ یہ فرمایا ہے کہ ہر وہ نکاح جو ولی کے بغیر منعقد کیا جائے باطل ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں اس نکاح کے بطلان کو شارع حکیم نے تین بار تاکید دہرایا ہے جس حدیث میں اس کے بطلان کا حکم وارد ہوا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ (ایما امرأة نکحت نفسها بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل، فنکاحها باطل، فنکاحها باطل)

اس بعد ہمیں یہ بات بھی معلوم ہونا چاہئے کہ وہ نکاح جو شرعاً جائز ہے اور شریعت جس کو صحیح قرار دیتی ہے شارع حکیم نے اس میں گواہوں کی موجودگی کو بھی شرط قرار دیا ہے جیسا کہ بعض احادیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

نیز وہ نکاح جو شرعاً درست ہو اس سے وراثت ثابت ہوتی ہے وہ نسب کے ثبوت کا ذریعہ ہے اور اس میں طلاق اور عدت کا بھی امکان موجود ہوتا ہے۔

اس حقیقت کے بعد تو ہمیں یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ متعہ کو نکاح شرعی کا نام نہیں دیا جاسکتا بلکہ اس کو رخصت مسافر کے لئے جائز قرار دیا گیا تھا (اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں ہے) پھر اس کے بعد اس حدیث کی صحت پر کسی کو اختلاف نہیں ہے جس سے متعہ کی قیامت تک کے لئے ممانعت ثابت ہوتی ہے۔

اس وضاحت کے بعد اور کوئی بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی اس کے تعارض میں مستند دلائل کا ثبوت پایا جاتا ہے جہاں تک ان من گھڑت باتوں کا تعلق ہے کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے متعہ کیا ہے تو ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان بعض صحابہ کرام تک حرمت کا حکم نہ



پہنچ سکا ہو اور وہ پہلے حکم کی بنیاد پر متعہ کو اس وقت تک جائز سمجھتے رہے ہوں جب تک انہیں اس کی حرمت کا حکم نہ پہنچ سکا ہو اسی لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صراحت کے ساتھ متعہ کی حرمت کا اعلان کر دیا اور اس حکم کو نبی کریم ﷺ سے روایت کر کے متعہ کو جرم قرار دے دیا تھا انہوں نے یہ کام اس وقت کیا جب ان کو اس بات کی خبر پہنچی کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جمعین ابھی تک متعہ کے قائل ہیں۔

ہمارے لئے اس مسئلہ میں رسول اللہ ﷺ کے اقوال حجت ہیں نہ کہ لوگوں میں سے بعض افراد کے افعال و اعمال یعنی رسول اللہ ﷺ سے متعہ کی حرمت ثابت ہے اس لئے ہمارے نزدیک متعہ حرام ہے۔

علاوہ ازیں تمام مسلمانوں کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے شیعہ کے علاوہ اور کوئی بھی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے شیعہ کا عالم یہ ہے کہ انہیں اپنے قول و فعل کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی اپنے اقوال کے دفاع کی ضرورت انہوں نے کبھی محسوس کی ہے کیونکہ وہ لوگ اس اعتقاد پر قائم ہیں جو کتاب و سنت کے بالکل خلاف ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ابتداء میں اس بارے میں رخصت تھی لیکن تمام روئے زمین پر کوئی فرقہ ایسا نہیں ہے جو اس کے جواز کا قائل ہو۔

قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں متعہ کی حرمت پر علماء کا اجماع ہے مگر شیعہ لوگ اس کی حلت کے قائل ہیں ان کے علاوہ اور کوئی اس کے جواز کا قائل نہیں ہے۔

امام خطابی فرماتے ہیں متعہ کی حرمت اجماع کی طرح ایک مسلمہ حقیقت ہے البتہ بعض شیعہ حضرات اس کی حلت کے قائل ہیں۔<sup>①</sup>

قرآن کا سنت سے نسخ؟

شیعہ حضرات کا کہنا ہے کہ قرآن کریم کی کسی آیت کو رسول اللہ کی حدیث منسوخ نہیں

کر سکتی ہے۔ لیکن ہم عرض کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ کا متعہ سے کوئی تعلق نہیں ہے لہذا اس کو منسوخ کہنا درست ہی نہیں ہے۔

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”متعہ کی اباحت سنت سے ثابت ہوئی اور متعہ منسوخ بھی سنت ہی سے ہوا قرآن کی آیت کا متعہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔“

جہاں تک شیعہ کا یہ اشکال ہے کہ تحریم متعہ کی احادیث کا آپس میں ٹکراؤ ہے۔

اس کے جواب میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے بیان کیا ہے: ”حرمت متعہ سے متعلقہ تمام روایات معلول ہیں ماسوائے ایک روایت کے، اس صحیح روایت کا تعلق فتح مکہ سے ہے۔“

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کی مذکورہ عبارت اس بات کی دلیل ہے کہ تمام کی تمام روایات جو متعہ کی حرمت میں وارد ہوئی ہیں چاہے وہ حدیبیہ کے وقت کی ہوں یا حجۃ الوداع کے بارے کی ہوں یا غزوہ تبوک کے موقعہ کی ہوں ضعیف ہیں ان میں سے ایک روایت بھی درست نہیں ہے ہاں جو روایت عام اوطاس کے بارے میں ہے اور عام اوطاس ہی عام فتح مکہ ہے۔

امام حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں حرمت متعہ کی روایات میں سے کوئی بھی کلام سے خالی نہیں ہے البتہ غزوہ فتح مکہ کی روایت درست ہے اور جہاں تک غزوہ خیبر والی روایت کا تعلق ہے جس میں پالتو خچر کی حرمت کا بیان ہے اس میں متعہ کی حرمت کا بیان نہیں ہے سفیان بن عیینہ کی روایت سے یہی پتہ چلتا ہے۔

کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ اور پالتو خچر کے گوشت سے عام خیبر میں منع فرمایا تھا دراصل یہ روایت بالمعنی ہے کیونکہ امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے ضبط فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے عام خیبر میں پالتو خچر کے گوشت سے اور متعہ سے بھی منع فرمایا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ متعہ کا عام خیبر سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ متعہ کی ممانعت کسی

اور موقع پر وارد ہوئی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں 'جہاں تک عام اوطاس روایت کا معاملہ ہے تو عام اوطاس ہی عام فتح کہلاتا ہے لہذا عام اوطاس اور عام فتح میں کوئی فرق نہیں ہے اور جہاں تک عمرۃ القضاء والی روایت کا معاملہ ہے تو یہ روایت ضعیف ہے کیونکہ وہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے واسطے سے مرسل ہے۔ ۱، ۵۔ بمعناہ۔

میں یہاں پر یہ کہنا چاہوں گا کہ تبوک والی روایت بھی ضعیف ہے کیونکہ یہ مومن بن اسماعیل کے واسطے سے عکرمہ سے مروی ہے اور یہ دونوں راوی ضعیف ہیں۔

اس بحث سے معلوم ہوا کہ شیعہ جس اضطراب اور ٹکراؤ کا دعویٰ کر رہے ہیں اس کا وجود تک نہیں ہے گویا کہ ان کا دعویٰ بے بنیاد ہے۔

اور متعہ کے سلسلہ میں یہ کہنا کہ پہلے اس کو حرام قرار دیا گیا پھر اس کی حلت کا حکم آیا اس کو پہلے تو حلال قرار دیا گیا پھر اس کے عدم جواز کا حکم نازل ہوا اس کے بعد پھر اس کی حلت کا حکم نازل ہوا اور اس کے بعد پھر اس کو حرام قرار دے دیا گیا تو اس بارے میں ہمارا جواب وہی ہی ہے جو امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے کہ ماسوائے متعہ کے میرے علم میں یہ بات نہیں ہے کہ کسی چیز کو حلال قرار دیا گیا ہو پھر اس کی حرمت ہوگئی ہو اس کے بعد پھر اس کی حلت کا حکم نازل ہوا ہو اور اس کے بعد پھر اسے حرام قرار دیا گیا ہو البتہ متعہ کے بارے میں ایسا ہوا ہے اس میں پریشانی اور الجھن کیا بات ہے؟ کیا اس کے بعد اس کی حرمت پر اجماع قرار نہیں پایا؟ لہذا یہ اجماع ہی ان تمام اشکالات کو دور کرنے کے لئے بطور دلیل کافی ہے۔

شیعہ کا یہ کہنا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے متعہ کو حرام قرار دیا ہے سراسر دروغ گوئی اور بہتان تراشی ہے کیونکہ گذشتہ صفحات پر ان آیات اور احادیث کا ذکر کیا جا چکا ہے جس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ متعہ کی حرمت کتاب اللہ سنت اور رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مول کو اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی نبی کی بنیاد پر متعہ کی حرمت کا اعلان کیا گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی حیثیت محض ایک مبلغ کی ہی ہے نہ کہ شارع کی کیونکہ، امت اسلامیہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذات کو کبھی بھی شریعت ساز کی حیثیت سے دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا بلکہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک آپ رضی اللہ عنہ کی حیثیت رسول ﷺ کی تعلیمات کو امت تک پہنچانے کے لئے مبلغ وداعی کی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کو ہرگز ہرگز شارع قرار نہیں دیا جاسکتا۔

### شیعہ کے نزدیک متعہ کی فضیلت:

اب ہم ان روایات کا تذکرہ کریں گے جو شیعہ کے یہاں متعہ کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہیں۔ حضرت صالح بن عقبہ اپنے والد عقبہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا متعہ کرنے کا کوئی اجر و ثواب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اگر متعہ سے اللہ کی خوشنودی اور عمر رضی اللہ عنہ کی خلاف ورزی مقصود ہے تو اگر وہ عورت سے محض چھیڑ چھاڑ بات ہی نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس اقدام پر ایک نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر وہ اس سے قریب ہوتا ہے اور چھیڑ خوانی بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے جب اس سے فارغ ہو کر غسل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر اس بال کے بدلے جس پر سے غسل کا پانی گذرتا ہے مغفرت سے نوازتا چلا جاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں میں نے کہا جسم کے بالوں کے عدد کے برابر؟ ابو جعفر علیہ السلام نے جواب دیا ہاں۔<sup>①</sup>

نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہوئے یہ روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا ہے ”اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ میں نے متعہ کرانے والوں کو بخش دیا ہے۔“<sup>②</sup> حضرت محمد بن مسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجھ سے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے پوچھا کیا تم نے متعہ کر لیا؟ میں نے کہا نہیں تو انہوں نے مجھے وصیت کی کہ دنیا سے اس وقت تک رخصت نہ

② مستدرک الوسائل ج ۱۴ ص ۴۵۲ .

① مستدرک الوسائل ج ۱۴ ص ۴۵۲ .

ہونا جب تک اس سنت (مراد متعہ کی سنت) کو زندہ نہ کر لو۔<sup>①</sup>

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے: ”کوئی شخص جب کسی عورت سے متعہ کرتا ہے اور غسل جنابت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پانی کے ہر قطرے سے (۷۰) فرشتے پیدا فرمادیتا ہے اس کے لئے قیامت تک دعاء مغفرت کرتے رہتے ہیں“ یہ خود ساختہ روایات متعہ کی فضیلت پر ہیں ستم بالائے ستم یہ ہے کہ جو متعہ نہیں کرتا وہ شیعہ کے نزدیک معلقون و مطعون ہے۔

در اصل شیعہ نے متعہ کی روایت کو رسول اللہ سے منسوب کر کے معاذ اللہ یہ اتہام بازی کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے متعہ کیا ہے۔

چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ امام باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا گیا:

﴿وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلَىٰ بَعْضِ أَزْوَاجِهِ حَدِيثًا﴾ (التحریم: ۳) سے کیا مراد ہے تو انہوں نے جواب دیا: رسول اللہ ﷺ نے ایک آزاد عورت سے بطور متعہ عقد نکاح کیا، ازواج مطہرات میں سے کسی کو اس بات کی بھنک لگ گئی انہوں نے نبی کریم ﷺ پر زنا کی تہمت لگا دی آپ ﷺ نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا کہ یہ میرے لئے حلال ہے (یہ عارضی نکاح کے طور پر میری عصمت میں ہے اور اپنی بیوی کو حکم دیا کہ اس بات کو صیغہ راز میں رکھیں لیکن اس عورت نے اس راز کو فاش کر دیا۔<sup>②</sup>

حضرت امام صادق علیہ السلام سے متعہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے جواب دیا:

”میرے نزدیک یہ بات ناپسندیدہ ہے کہ کوئی شخص دنیا سے اس حال میں رخصت ہو کہ اس کے ذمہ رسول اللہ ﷺ کی خصلت کا تقاضا باقی رہ جائے۔“<sup>③</sup>

ہاشمی عورت سے متعہ:

رسول اللہ کا خاندان ہاشمی ہے جو قابل احترام ہے لیکن شیعہ کے نزدیک اہل بیت کا

① وسائل الشیعہ ج ۲۱، ص ۱۵.

② الوسائل ج ۲۱، ص ۱۰.

③ المستدرک ج ۴، ص ۴۵۱.

اکرام کیا ہے؟ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے: ”ہاشمی عورت سے متعہ کیا جائے۔“<sup>①</sup>  
مجوسی عورت سے متعہ:

جہاں تک مجوسی عورت کے ساتھ متعہ کا تعلق ہے تو شیعوں کے نزدیک یہ بھی جائز ہے۔  
 حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے آپ علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ”مجوسی عورت سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔“<sup>②</sup>

رہی سہی کسر اس فتویٰ سے پوری ہوگئی کہ شیر خوار بچی سے بھی متعہ جائز ہے۔  
 خمینی کا کہنا ہے نکاح خواہ دائمی ہو یا وقتی ہر دو صورت میں نو سال سے کم لڑکی سے ہم بستری جائز نہیں ہے البتہ شہوت کے ساتھ چھو کر، اسے گلے سے چمٹا کر یا ران ذریعہ شہوانی ہوس پوری کرنا جائز ہے۔ اگرچہ وہ شیر خوار بچی ہی کیوں نہ ہو۔<sup>③</sup>  
 تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ وہ شخص ہے جس کو لوگ امام کہتے ہیں۔ اس کتاب کہ بیروت کے ادارہ صراط مستقیم نے شائع کیا ہے۔

### شادی شدہ عورت سے متعہ:

حضرت ابان بن تغلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ فرض کیجئے کہ میرا کسی راستے سے گذر ہو رہا ہو اور جاذب نظر عورت میری نگاہوں کے سامنے آجائے اور مجھے اس بات کا اندازہ نہ ہو سکے کہ وہ شادی شدہ ہے یا طوائف عورت ہے میں کیا کروں؟ انہوں نے جواب دیا کہ تم اس عورت کی بات کی تصدیق کرو اور بس!۔“<sup>④</sup>

حضرت میسر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے دریافت کیا: اگر جنگل میں میری کسی عورت سے ملاقات ہو اور میں اس سے سوال کروں کہ کیا تو شادی شدہ ہے اور وہ

① التہذیب ج ۷ ص ۲۷۰، الوسائل ج ۲۱ ص ۷۳.

② الوسائل ج ۲۱، ص ۳۸، التہذیب ج ۷، ص ۲۵۶.

③ تحریر الوسیلہ میں ۲/۲۴۱.

④ الکافی ۵/۴۶۲.

اس کے جواب میں کہہ نہیں میں شادی شدہ نہیں ہوں کیا میں اس عورت سے زواج متعہ کر سکتا ہوں ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جواب دیا کیوں نہیں! اس کی بات کی تصدیق کی جائے گی۔<sup>①</sup>

ہمارا سوال ہے کہ راویان حدیث میں سے کذاب اور وضاع جنہوں نے کتب کی جمع و تدوین کا کام کیا حتیٰ کہ زرارہ بن اعین کذاب کہا جاسکتا ہے تو ایک مجہول عورت کی بات کی کس بنا پر تصدیق کی جاسکتی ہے۔

حضرت فضل جو محمد بن راشد کے مولیٰ ہیں فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا: میں نے ایک عورت سے نکاح متعہ کیا مجھے خدشہ ہوا کہ ہونہ ہو اس عورت کا شوہر موجود ہے میں نے اس عورت کے بارے میں چھان بین شروع کر دی آخر کار پتہ یہ چلا کہ اس عورت کا شوہر موجود ہے تو ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جواباً ارشاد فرمایا: تم نے اس عورت کے بارے میں چھان بین کیوں کی؟ سبحان اللہ!<sup>②</sup>

اس بات میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ یہ دروغ گوئی ہے اس بات کے جھوٹے ہونے کی بین دلیل یہ ہے کہ امام علیہ السلام بجائے اس کے کہ اس شخص سے یہ کہیں کہ اس شادی شدہ عورت کو چھوڑ دو اور دوسری غیر شادی شدہ عورت کو ڈھونڈو اور شادی کرو وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ تم نے اس عورت کے بارے میں چھان بین ہی کیوں کی؟۔

### زنا کار عورت سے متعہ:

حضرت حسن بن حریر فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس عورت کے بارے میں سوال کیا جو زنا کار ہے کیا میں اس سے نکاح متعہ کر سکتا ہوں؟ تو انہوں نے جواب دیا: کیا تم نے اس کو زنا کرتے دیکھا ہے؟ میں نے جواب دیا نہیں میں نے اس کو زنا کرتے تو نہیں دیکھا لیکن اس کے بارے میں یہ بات مشہور ہے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: اس عورت سے اس شرط پر متعہ کرو کہ تم اس کو چھوڑ دو گے اور اس کو اپنے گھر نہیں آنے دو گے۔<sup>③</sup>

② التہذیب ۷ / ۲۵۳ الوسائل جزء ۲۱ / ۳۱.

① الکافی ۵ / ۴۶۲.

③ مستدرک الوسائل ۱۴ / ۴۵۸.

حضرت اسحاق بن جریر فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کوفہ میں میرے نزدیک ایک عورت زنا کاری میں معروف ہے کیا مجھے زیب دیتا ہے کہ میں اس سے ممتعہ کروں تو انہوں نے جواب دیا: کیا اس نے علم بلند کر کے اس کا اعلان تو نہیں کر دیا ہے راوی کہتے ہیں میں نے کہا نہیں! اگر اس نے علم بلند کر کے اپنے پیشہ ور ہونے کا اعلان کر دیا ہوتا تو حاکم وقت کی گرفت میں آ جاتی ابو عبد اللہ علیہ السلام نے جواب دیا: اس عورت سے متعہ کیا جاسکتا ہے راوی کہتے ہیں میں اس کے آقا سے ملا اور پوچھا؟ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے کیا کہا؟ اس نے جواب دیا کہ! ابو عبد اللہ علیہ السلام نے ہم کو یہ جواب دیا کہ اگر وہ جھنڈا لہرا کر اعلان کر دیتی تو اس سے متعہ کا امکان ختم ہو جاتا لیکن اس حالت میں اس سے متعہ کرنا اس کو حرام کاری کے دلدل سے نکال کر حلال کاری کے سایہ میں پناہ دینے کے مترادف ہے۔<sup>۱</sup>

یہ زانیہ کے ساتھ متعہ کرنے کے مسئلہ کی وضاحت تھی لیکن اس کے برعکس اللہ تعالیٰ کے اس فرمان پر تدبر و تفکر کریں۔

﴿الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحُهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ وَحُرْمَةٌ ذَلِكَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ﴾ (النور: ۳)

”زانی مرد زانیہ یا مشرک عورت کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتا اور زنا کار عورت بھی زانی یا مشرک مرد کے علاوہ کسی سے نکاح نہیں کرتی اور ایمان والوں پر یہ حرام کر دیا گیا ہے۔“

جہاں تک باکرہ سے متعہ کا تعلق ہے تو بعض لوگوں کا زبانی دعویٰ ہے کہ ایسا غیر ممکن ہے لیکن میں نے بعض لوگوں سے یہ بات زبانی سن رکھی ہے اور کسی کتاب میں اس کو لکھا ہوا نہیں پایا جبکہ بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ متعہ صرف اور صرف ثیبہ اور مطلقہ عورت سے ہو سکتا ہے باکرہ سے متعہ نہیں ہو سکتا گویا شیعہ کے نزدیک بیوائیں اور مطلقہ عورتیں متعہ کے لئے خاص ہیں۔



میں کہتا ہوں کہ یہ سراسر جھوٹ ہے کیونکہ روزانہ کا مشاہدہ ہے کہ شیعہ حضرات جس عورت سے چاہتے ہیں متعہ کرتے ہیں بلکہ ان کے نزدیک باکرہ سے متعہ جائز ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ باکرہ سے متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ باکرہ ہے تاکہ اس کے گھر والے مورد الزام نہ ٹھہرائے جاسکیں۔<sup>①</sup>  
اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ تمام روایات من گھڑت ہیں۔

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ کوئی شخص باکرہ سے متعہ کر سکتا ہے تو انہوں نے جواب دیا باکرہ سے اس وقت تک متعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ وہ باکرہ ہے۔<sup>②</sup>

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے ”اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ باکرہ اپنے سر پرست کی اجازت کے بغیر نکاح متعہ کر لے۔“<sup>③</sup>

ایک مرتبہ ابو عبد اللہ علیہ السلام سے دو شیراؤں سے متعہ کے بارے میں پوچھا گیا آپ علیہ السلام نے جواب دیا انہیں آخر کس لئے بنایا گیا ہے؟<sup>④</sup>

جمیل بن دراج کہتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا کہ باکرہ دو شیرہ سے متعہ کیا جاسکتا ہے؟ تو فرمایا کہ کیوں نہیں الا یہ کہ اسے بچی کے حکم میں گردانا جاتا ہو مراد یہ ہے کہ اگر بہت کمسن ہے یا نابالغ ہے تو اس سے متعہ جائز نہیں ہے، راوی کہتے ہیں میں نے ان سے دریافت کیا کہ کس لڑکی کو کمسن نہیں گردانا جائے گا تو اس کے جواب میں فرمایا کہ چھ سات سالہ کو۔ راوی کو شک ہو گیا کہتے ہیں نہیں بلکہ ۹ سال کی بچی کمسن نہیں کہلائے گی اس سے متعہ

① الکافی ۵ / ۴۶۲۔

② الکافی للکلینی ۵ / ۳۶۴۔

③ مستدرک الوسائل ۱۴ / ۴۵۹۔

④ من لایحضرہ الفقیہ ۳ / ۲۹۷۔

جائز ہے۔<sup>①</sup>

شیخ عالمی کا قول ہے: نو سالہ لڑکی کو عموماً لوگ بچی نہیں گردانتے ایسی لڑکی سے متعہ جائز ہے ہاں اگر اس کے عقل میں فتور ہو تو یہ اور بات ہے۔<sup>②</sup>

محمد بن مسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے بچی کے بارے میں دریافت کیا: کیا آدمی اس سے متعہ کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہاں الا یہ کہ وہ اتنی کم سن ہو کہ اس کو شعور تک نہ ہو میں نے ان سے کہا اللہ آپ کا بھلا کرے! کتنی عمر تک کی بچی کو سمجھا جائے کہ یہ شعور سے بہرہ ور ہے فرمایا کہ دس سال کی لڑکی کو سمجھا جائے گا کہ یہ سمجھ بوجھ کے قابل ہوگئی ہے۔<sup>③</sup>

### مدت متعہ کی حد بندی:

حضرت زرارة سے مروی ہے: میں نے امام علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ کسی عورت سے ایک دو گھنٹے کے لئے متعہ کرے؟ فرمایا: گھنٹے دو گھنٹے یا گھڑی دو گھڑی کی تحدید میں اشکالات کا امکان ہے مگر ایک مرتبہ یا دو مرتبہ ہم بستری یا ایک دن یا دو دن کی شرط پر نکاح متعہ منعقد ہو سکتا ہے۔<sup>④</sup>

حضرت ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ عقد متعہ کے لئے کم سے کم کتنی مدت کی تحدید ہے؟ کیا کسی شخص کے لئے جائز ہے کہ ایک مرتبہ ہم بستری کی شرط پر متعہ کرے انہوں نے جواب دیا: ہاں ایسا جائز ہے۔<sup>⑤</sup>

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جو ایک مرتبہ جماع کرنے کی شرط لگا کر متعہ کرتا ہے آپ علیہ السلام نے جواب ارشاد فرمایا کہ جب وہ اپنی خواہش پوری کر چکے تو وہ اپنے چہرے کو گھومالے اور اس عورت کی طرف پلٹ کر نہ دیکھے۔<sup>⑥</sup>

② الوسائل ۳۶/۲۱

④ الکافی ۴۵۹/۵

⑥ الکافی ۴۶۰/۵

① الوسائل ۳۶/۲۱

③ الوسائل ۳۶/۲۱

⑤ الکافی ۴۶/۵

## عدم جماع کی شرط پر متعہ:

اگر کوئی شخص اس شرط پر متعہ کرے وہ اس سے تلذذ حاصل کرے گا مگر جماع سے گریز کرے گا تو کیا ایسا نکاح جائز ہوگا یا نہیں اس بارے میں شیعہ کے دلائل کا مطالعہ کریں۔

حضرت عمار بن مروان فرماتے ہیں میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے عرض کیا کہ ایک شخص کسی عورت کے پاس نکاح متعہ کا پیغام لے کر گیا اور اس سے شادی کی درخواست کی۔ اس عورت نے کہا کہ میں تم سے اس شرط پر متعہ کرنے کے لئے تیار ہوں کہ تم مجھے دیکھ کر یا مجھے چھو کر یا بوسہ وغیرہ لے کر تلذذ حاصل کرو تو میں تیار ہوں کیونکہ میں بدنامی نہیں چاہتی امام صاحب نے جواب دیا اس کے لئے وہی ہے جو اس نے شرط میں کہا ہے۔<sup>①</sup>

اس بات میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ اس قسم کی شرط نکاح شرعی کے منافی ہے کیونکہ اگر وہ عورت جس سے متعہ کیا گیا ہے غائب رہتی ہے تو اس کے لئے مقرر اجرت میں سے اتنے دن کی اجرت کاٹ لی جائے گی جتنے دن وہ غائب رہی ہے۔

حضرت عمر بن حنظلہ رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے پوچھا: اگر میں کسی عورت سے ایک ماہ کے لئے شادی کروں مگر مجھے خطرہ لاحق ہو کہ وہ غائب رہا کرے گی تو اس کے جواب میں امام صاحب نے فرمایا: اس کو اپنے پاس جتنا رکھ سکتے ہو اس کو روکے رکھو اگر وہ اس کے باوجود غائب رہتی ہے تو وہ جتنی مدت غائب رہے اس کے بقدر تم اس سے معاوضہ وصول کرو۔

جبکہ نکاح شرعی میں عقد صحیح کے بعد مجرد خلوت صحیحہ ہوتے ہی عورت کامل مہر کی مستحق قرار پا جاتی ہے شیعہ حضرات کے یہاں اگر عورت چند دنوں کے لئے کسی ضرورت سے کہیں چلی جائے تو نکاح متعہ میں وہ جتنی مدت غائب رہی اس کے بقدر اس کے مہر میں سے کٹوتی کر لی جائے گی۔

حضرت اسحاق بن عمار رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے ہیں: میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں دریافت کیا: جو کسی عورت سے اس شرط پر متعہ کرتا ہے کہ وہ عورت ہر روز اس کے پاس آئے گی لیکن وہ عورت حاضر نہ ہو تو تو کیا جتنے دن وہ نہیں آئی ہے اتنے دنوں کی اجرت کاٹ لی جائے گی اور اس کے مہر میں سے اسے کم کر دیا جائے گا امام صاحب نے جواب دیا! ہاں ایسا ہی کیا جائے گا دیکھا جائے گا کہ اس نے مشروط شدہ مدت میں کتنے دن نمانغے کئے ہیں؟ لہذا اتنے دنوں کی اجرت جتنے دنوں اس نے وعدہ پورا نہیں کیا ہے اس کے مہر سے کاٹ کر اس کا حساب بے باک کر دیا جائے گا الا یہ کہ ایام ماہواری کو اس میں شامل نہیں سمجھا جائے گا کیونکہ ایام ماہواری اس عورت کا شرعی حق ہے۔<sup>①</sup>

### متعہ اور نکاح شرعی میں فرق:

ہم چاہتے ہیں کہ نکاح شرعی اور متعہ کے درمیان فروق کا تقابلی مطالعہ پیش کیا جائے تاکہ قارئین کرام کو اس بات کا بخوبی اندازہ ہو جائے کہ متعہ اور نکاح شرعی میں کیا فرق ہے تاکہ کوئی شخص یہ نہ سمجھ بیٹھے کہ متعہ اور نکاح شرعی ایک ہی چیز ہیں لہذا اس التباس کو دور کرنے کے لئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا موازنہ کر کے قارئین کرام کو آگاہ کر دیا جائے۔

(۱)..... نکاح شرعی میں ولی کا ہونا شرط ہے۔ جبکہ نکاح متعہ میں ولی کا ہونا شرط نہیں ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں چار عورتوں والا جتنی عورتوں سے چاہے بغیر ولی کے شادی کرے اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔<sup>②</sup>

(۲)..... نکاح شرعی میں گواہوں کا ہونا ضروری ہے مگر نکاح متعہ میں گواہوں کا ہونا

شرط نہیں ہے بغیر گواہوں کے نکاح متعہ منعقد ہو جاتا ہے۔

(۳)..... نکاح شرعی کا اصل مقصد ایک صالح خاندان کی ڈال بیل ڈالنا ہے اور متعہ کی

اصل غایت شہوت رانی اور جنسی پرستی ہے۔

(۴)..... نکاح صحیح شرعاً مسلمان اور کتابیہ عورت سے ہو سکتا ہے جب کہ نکاح متعہ کسی بھی عورت سے کیا جاسکتا ہے، خواہ وہ مجوسیہ ہی کیوں نہ ہو۔

(۵)..... نکاح شرعی انسان کی پاک دامنی کا ذریعہ ہے متعہ سے پاک دامنی دامنی حاصل نہیں ہوتی بلکہ وہ شناسائی اور آشنائی ہے۔

ابو ابراہیم علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ اگر کسی کے پاس عقد متعہ کے ذریعہ حاصل شدہ عورت ہے تو کیا اس کو پاک دامن گردانا جائے گا انہوں نے جواب دیا نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ وہ کسی شرط کی وجہ سے اس کے عقد میں ہے جب تک عقد قائم ہے وہ اس کی ملکیت ہے۔

(۶)..... نکاح شرعی کی بنیاد پر عورت کا شوہر اس کے ساتھ سفر کر سکتا ہے عقد متعہ میں اس کا مالک اپنی مملوکہ کو کہیں سفر پر نہیں لے جاسکتا۔

حضرت معمر بن خالد فرماتے ہیں کہ میں نے امام رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آدمی عورت کو اپنے ساتھ لے کر کسی دوسرے ملک سفر کر سکتا ہے انہوں نے جواب دیا: کہ نکاح متعہ کے علاوہ دوسرے نکاح کے ذریعہ کر سکتا ہے مگر نکاح متعہ میں اس کی اجازت نہیں ہے۔<sup>①</sup>

(۷)..... نکاح شرعی میں شوہر کو طلاق کا حق حاصل ہوتا ہے جب کہ متعہ میں طلاق نام کی کوئی چیز نہیں ہے حضرت ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں: جس عورت سے متعہ کیا جائے اس کو نہ طلاق دی جاسکتی ہے اور نہ ہی وہ میراث کی حق دار ہوگی۔<sup>②</sup>

(۸)..... نکاح صحیح میں مطلقہ عورت کی عدت تین ماہ یا تین حیض ہوا کرتی ہے جب کہ نکاح متعہ میں عورت کی عدت ۵۰ دن یا ایک حیض ہے ایک دوسری روایت میں دو حیض کا ذکر بھی آیا ہے۔

امام ابو جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں متعہ کی عدت ۴۵ دن ہے۔<sup>③</sup>

① الوسائل ۲۱/۷۷.

② الکافی ۵/۴۵۱.

③ الکافی ۵/۴۵۸.

(۹)..... نکاح شرعی کی بنیاد پر میاں بیوی ایک دوسرے کی میراث کے حق دار قرار پاتے

ہیں جب کہ متعہ میں مرد اور عورت دونوں ایک دوسرے کے وارث قرار نہیں پاتے۔

(۱۰)..... نکاح شرعی میں اثناء عدت مطلقہ کے نان و نفقہ کی ذمہ داری شوہر پر عائد ہوتی

ہے جب کہ متعہ والی عورت کا نان نفقہ اس کے شناسا پر نہیں ہے چنانچہ حضرت ابو عبد اللہ عَلَيْهِ السَّلَام کا فرمان ہے متعہ کے نام پر حاصل کی گئی عورت کا مرد پر نہ نفقہ ہے اور نہ عدت ہے۔<sup>①</sup>

(۱۱)..... شرعی نکاح میں اس بات کا جواز نہیں ہے کہ ایک آدمی بیک وقت ۴ عورتوں

سے زیادہ عورتوں کو اپنے نکاح میں رکھے لیکن ایک شخص بیک وقت متعہ کے طور ان گنت عورتوں کو اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ اس میں کسی عدد کی قید نہیں ہے۔

حضرت ابو عبد اللہ عَلَيْهِ السَّلَام کا قول ہے ان میں سے ہزار عورتوں سے بھی شادی کرو تو کوئی

فرق نہیں پڑتا ہے کیونکہ وہ تو کرایہ کی عورتیں ہیں ان کی حیثیت مستأجرات عورتوں کی ہے۔<sup>②</sup>

(۱۲)..... نکاح شرعی میں اس بات کا امکان ہے کہ طلاق بائنہ کے بعد عورت سے پہلا

شوہر دوبارہ نکاح کر سکتا ہے یعنی اگر تم نے اپنی بیوی کو ۳ طلاقیں دے دیں اور اس کے بعد اتفاق سے کسی دوسرے شخص نے اس عورت سے شادی کر لی اور وہ دوسرا شخص بھی بالفرض اس عورت کو طلاق دے دیتا ہے تو پہلے شوہر کو حق حاصل ہے کہ اگر وہ اس سے شادی کرنا چاہے تو بخوشی کر سکتا ہے لیکن اگر طلاق کے بعد کسی شخص نے اس سے نکاح متعہ کیا ہے تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس صورت میں بھی پہلا شوہر اس عورت سے شادی کر سکتا ہے؟ نہیں اس صورت میں پہلا شوہر اس متعہ بہا عورت سے شادی نہیں کر سکتا۔

امام باقر عَلَيْهِ السَّلَام سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو ۳ طلاقیں دیدی ہوں اس

کے بعد اسی عورت سے کسی شخص نے متعہ کر لیا ہو تو کیا اس صورت میں پہلے شوہر سے نکاح شرعی کا

جواز ہے؟ امام صاحب رَضِيَ اللهُ عَنْهُ نے جواب دیا نہیں وہ پہلے شوہر کے لئے حلال نہیں ہے۔<sup>③</sup>

(۱۳)..... نکاح شرعی میں دخول صحیح کے بعد عورت پورے مہر کی مستحق قرار پا جاتی ہے جب

کہ عقد متعہ میں عورت جتنے دن غائب رہے گی اتنے دنوں کی اجرت کاٹ لی جاتی ہے۔

(۱۴)..... شادی شدہ عورت کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے یعنی کوئی شخص کسی شادی شدہ

عورت سے شادی نہیں کر سکتا ہے لیکن متعہ میں کسی قسم کی چھان بین کی ضرورت نہیں ہے بلکہ

آنکھ بند کر کے متعہ کر لے خواہ شادی شدہ ہو۔ امام صاحب نے شادی شدہ عورت سے متعہ

کرنے والے سے کہا تھا کہ تم نے اس کے بارے چھان بین کیوں کی؟

(۱۵)..... نکاح شرعی کے بارے میں حکم ہے کہ زانیہ سے نکاح شرعی نہیں ہو سکتا کیونکہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿وَالزَّانِيَةُ لَا يَنْكِحَهَا إِلَّا زَانٍ أَوْ مُشْرِكٌ﴾ لیکن متعہ میں یہ شرط نہیں

ہے زانیہ عورت سے متعہ جائز ہے۔

(۱۶)..... نکاح شرعی میں لعان کی گنجائش ہے یعنی جب شوہر کو اپنی بیوی پر فحش کاری کا

شک ہو جائے تو اس کے لئے شرعاً لعان کی اجازت ہے فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنفُسُهُمْ

فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ ۝

وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ۝﴾ (النور: ۶، ۷)

”اور جو لوگ اپنی بیویوں پر بدکاری کی تہمت لگائیں اور ان کا کوئی گواہ بجز ان کی

ذات کے نہ ہو تو ایسے لوگوں میں سے ہر ایک کا ثبوت یہ ہے کہ چار مرتبہ اللہ کی قسم

کھا کر کہیں کہ وہ سچے ہیں اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت

ہو اگر وہ جھوٹوں میں سے ہو۔“

مذکورہ آیت سے میاں بیوی کے درمیان لعان کی وضاحت ہوتی ہے کہ ایسی صورت

میں شرعی نکاح میں مربوط میاں بیوی یہ طریقہ اختیار کریں گے مگر عقد متعہ میں طرفین کو لعان کا

حق حاصل نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام کا فرمان ہے: کوئی شخص ایسی عورت سے لعان نہ کرے جس سے اس نے عقد متعہ کیا ہے۔<sup>①</sup>

(۱۷)..... نکاح شرعی میں کبھی کبھی ظہار کا معاملہ بھی درپیش ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ نِسَائِهِمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتِهِمْ إِنْ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ (المجادلہ: ۲)

”تم میں سے جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں (یعنی انہیں ماں کہہ بیٹھتے ہیں) وہ دراصل ان کی مائیں نہیں بن جاتیں ان کی مائیں تو وہ ہیں جن کے بطن سے وہ پیدا ہوئے ہیں۔“

یہ آیت (ظہار) کے حکم کی وضاحت میں وارد ہوئی ہے جب کہ عقد متعہ میں ظہار منعقد نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں: ظہار کا وجود وہاں ممکن ہے جہاں طلاق واقع ہو سکتی ہو اور اگر طلاق کا وجود ناممکن ہے تو ایسی صورت میں ظہار بھی ناممکن ہے۔

(۱۸)..... نکاح شرعی کی وجہ سے شوہر پر بیوی کے نفقہ اور سکنی کا حق بنتا ہے لیکن متعہ میں یہ شرط مفقود ہوتی ہے اور مرد پر رہن سہن کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی ہے اور نکاح متعہ میں مرد ہر کس بنیاد پر سکنی لازم کیا جاسکتا ہے؟ کیونکہ عقد متعہ تو صرف ایک مرتبہ جماع کی شرط پر بھی منعقد ہو جاتا ہے (اور صرف ایک مرتبہ اس عورت کے ساتھ شہوت رانی کرنے کے لئے کیونکہ مرد کے ذمہ سکنی کا حکم لگایا جاسکتا ہے)۔

(۱۹)..... نکاح شرعی میں یہ بھی شرط ہے کہ علی الاعلان نکاح کیا جائے جب کہ متعہ میں اعلان عام کی ضرورت نہیں ہے۔

موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے سوال کیا گیا: کیا عورت بنفس نفیس کسی سرپرست کی موجودگی متعہ



کر سکتی ہے تو انہوں نے جواب دیا: اگر طرفین لائق اعتبار ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔<sup>۱</sup> ہم نے متعہ کے بارہ میں احکام شرعیہ پر سیر حاصل بحث کی ہے اور متعہ کے خدو خال کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ عصر حاضر میں متعہ کے معانی و مفہوم کا بھی ذکر کر دیا جائے۔

در اصل یہ مختلف روایات ہیں جو مختلف جگہوں سے لے کر جمع کی گئی ہیں جو دور حاضر میں متعہ کی جدید کیفیت کی وضاحت کرتی ہیں ان روایات کا ان ملکوں سے تعلق ہے جو متعہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ میں یہ بھی وضاحت کر دوں یہ روایات شہلا الحارّی نامی ایک عورت کی متعہ نامی کتاب میں موجود ہیں میں نے اسی کتاب سے ان روایات کو حاصل کیا ہے۔

شہلا الحارّی کا کہنا ہے کہ اس خاندان کا سربراہ جس کے یہاں میں نے اقامت کی تھی اپنے محلّہ کی بہت سی دوشیزاؤں سے متعہ کرواتا تھا جو ابھی کم سن ہوتی تھیں اور عقد متعہ کی مدت ایک گھنٹہ اور کبھی اس سے بھی کم ہوتی تھی اور مہر صرف حلوہ یا چاکلیٹ کا ایک پیس ہوا کرتا تھا، اور عقد متعہ کی کاروائی کھیل کود کے ماحول میں ہوتی تھی اس کے باوجود کہ عقد متعہ کی مدت بڑی جلدی ختم ہو جاتی تھی دوشیزاؤں کی ماؤں سے ہمیشہ ہمیش کے لئے رشتہ قرابت قائم ہو جاتا تھا جیسے کہ عورت اور اس کے داماد کے درمیان ہوتا ہے۔ (ص ۱۳۶)

شہلا کا کہنا ہے: مجھ سے بعض دیندار لوگوں نے کہا کہ یہ عین ممکن ہے کہ اجتماعی طور پر بیک وقت بہت سی عورتوں اور مردوں کا عقد متعہ ایک گھنٹے کے اندر اندر کیا جاسکتا ہے! انہوں نے بطور مثال یہ کہا کہ اگر کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ غیر جنسی طور پر عقد متعہ کرنا چاہے تو وہ اس کی صحبت میں جس طرح چاہے وقت گزارے مگر شرط یہ ہے کہ اس سے ہم بستری نہیں کرے گا! اسی طرح دوسری تیسری اور چوتھی عورت کے ساتھ سلوک روارکھے گا کیونکہ اس قسم کے عقد میں عدت شرط نہیں ہے۔ (ص ۱۴۷)

شہلا کا کہنا ہے کہ ذرا مہوش نامی عورت کو اپنے ذہن میں رکھو یہ عورت متعہ کرواتی ہے یعنی ولال ہے اس کو شریعت اسلامیہ کے علوم میں بھی دسترس حاصل ہے اور وہ اسلامی معلومات سے گہری واقفیت رکھنے والی عورت ہے اور لڑکیوں کو قرآن پاک پڑھا کر لوگوں سے تنخواہ وصول کرتی ہے اور جب اسے موقع ملتا ہے تو خود بھی متعہ کر کے ٹائم پاس کیا کرتی ہے وہ ایک گھنٹے یا دو گھنٹے یا زیادہ سے زیادہ ایک رات کے لئے عقد متعہ کرتی ہے، اسی مہوش نامی عورت کا کہنا ہے کہ میں ہمیشہ متعہ کرنا چاہتی ہوں اگر ممکن ہو تو ہر رات متعہ کر کے محفوظ ہونا پسند کرتی ہوں۔ (ص ۱۶۱)

جہاں تک شیعوں کے دیندار لوگوں اور عقد متعہ کا معاملہ ہے تو اس سلسلہ میں ملا ہاشم کا کہنا ہے کہ وہ ۲۵ سال کی مدت میں اس بات کے عادی بن چکے تھے کہ وہ ہر دو ہفتہ میں ایک عقد متعہ ضرور کر لیا کریں۔ (ص ۱۲۰)

شہلا الحارثی کا کہنا ہے کہ جب میں نے ان لوگوں سے تعارف کرنے کی کوشش کی جنہوں نے متعہ کرنے کرانے کا پیشہ اختیار کر رکھا ہے تو میں ایک دیندار شخص سے جا ٹکرائی کیونکہ شیعوں کے نزدیک بھی یہی تصور گردش کر رہا ہے حتیٰ کہ دیندار لوگوں میں بھی یہی اعتقاد ہے کہ علماء شیعہ نکاح متعہ کے زیادہ رسیا ہوا کرتے ہیں اور وہی لوگ زیادہ سے زیادہ متعہ پر عمل درآمد کرنے کے درپے رہتے ہیں اور خوب سے خوب عقد متعہ کرتے ہیں۔ (ص ۳۷)

شہلا الحارثی کا کہنا ہے کہ متعہ شیعہ معاشرے خصوصاً ان کے دیندار لوگوں میں زور و شور سے رواج پذیر ہے تاکہ اخلاقی بگاڑ کا تدارک کیا جاسکے یہی وجہ ہے کہ شیعہ کا دیندار طبقہ اپنے عوام سے زیادہ بے دھڑک عمل پیرا ہوتا ہے کیونکہ وہ اپنے دینی قوانین سے خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ (ص ۲۳۲)

شہلا الحارثی فرماتی ہیں امام آیت اللہ کی شاگردی میں ۵۰۰ طالبات تھیں ان میں سے بعض تو دوران طالب علمی متعہ سے لطف اندوز ہو چکیں تھیں قریباً (۲۰۰) دوسو سے زائد لڑکیوں

نے کسی استاد سے یا طلباء میں سے اپنے کسی کلاس فیلو سے متعہ رچا رکھا تھا۔ (ص ۲۳۴)

شہلا الحارّی کا یہ بھی انکشاف ہے کہ ایک مُلا نے انہیں یہ بات بتلائی کہ اکثر و بیشتر خاندان ہفتہ وار یا ماہانہ ہر ہفتے یا ہر ماہ ایک دینی نشست کا انعقاد کرتے اور اجتماعی نماز ادا کرنے کا پروگرام بناتے ہیں جس میں کم از کم ایک یا دو دیندار شخصیات کو بھی مدعو کیا جاتا ہے۔ دیندار لوگ اس نشست میں خاندان کی تمام عورتوں سے بہت جلد متعارف ہو جایا کرتے ہیں یہاں تک وہ چھوٹی چھوٹی بچیوں سے بھی شناسائی کرتے ہیں اس کے بعد ان لڑکیوں سے خاص طور پر راہ و رسم پیدا کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ (ص ۲۶۶)

ایک ملا کا کہنا ہے کہ متعہ کا رواج ایسا عام ہو گیا ہے کہ اندرون ملک مدارس دینیہ میں یہ رواج پاتا چلا جا رہا ہے یہی وجہ ہے شیعوں میں سے ایک شخص نے اس کا اعداد و شمار کیا تو مختلف عمر کی ۷۶ دوشیزاؤں نے مدرسہ میں داخلہ لیا بعد ازاں یہ انکشاف ہوا اس مدرسہ کے سربراہ کے ان میں سے بعض لڑکیوں سے غیر شرعی تعلقات بھی قائم ہیں بلکہ ملانے یہ توضیح بھی کی کہ عدالت نے صاحب مدرسہ کے بارے میں یہ فیصلہ سنایا کہ وہ ان گیارہ دوشیزاؤں سے متعہ کرے جن سے وہ غیر شرعی تعلقات رکھتا تھا اللہ کو حاضر و ناظر جان کر ہمیں یہ بتلائیں کہ کیا اس کا یہی حل ہے؟ (ص ۲۶۸)

شیعہ کی ایک مذہبی شخصیت کا فرمان ہے کہ جہاں کہیں دیندار شخصیات کا وجود ہوگا۔ وہاں جنسی نشاط کا وجود ضروری ہے گویا وہاں بکثرت ایسے واقعات پائے جائیں گے جو غیر شرعی تعلقات کے قبیل سے ہوتے ہیں۔ (ص ۲۶۹)

اس بارے میں ملا ہاشم کا بیان ملاحظہ فرمائیں ان کا کہنا ہے: ایک مرتبہ کسی عورت نے ان سے درخواست کی کہ وہ اس کے گھر تشریف لائیں اور دو گانہ ادا کریں اب معلوم نہیں اس دو گانہ کی کیا کیفیت ہے اور شیعوں کے نزدیک یہ کیسے ادا کی جاتی ہے اس کا علم ہمیں نہیں بہر حال نماز ادا کرنے کے بعد اس عورت نے ملا ہاشم سے درخواست کی کہ ایک طویل مدت تک

وہ اس کے پاس قیام کریں ملا ہاشم نے اس عورت سے کہا کہ انہیں اس جگہ سے جلدی جانا ضروری ہے اس وقت اس نے شیعوں کے نزدیک مشہور و معروف عبارت کا استعمال کرتے ہوئے کہا اور یہ بھی جتلا دیا کہ یہ بات میرے اور تمہارے درمیان بطور راز پوشیدہ رہنی چاہئے۔

یہ ایسی عبارت ہے کہ اگر عورت یہ عبارت مرد کے گوش گزار کرے اور یہ کہے کہ یہ ہم لوگوں کے درمیان راز ہے تو اس سے مراد کیا ہے؟ آپ کو پتہ ہے اس سے مراد متعہ ہے۔

ملا ہاشم نے اس عورت کو جواب دیا: وہ اس کے ساتھ پوری رات نہیں گزار سکتے مگر دو گھنٹے گزارنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ [ص ۲۲۶]

شریعت محمدیہ میں ان خرافات کی گنجائش نہیں:

اور شہلا الحارمی مزید انکشاف کرتے ہوئے کہتی ہیں کہ ایک مرتبہ ایک ملا سے کسی مزار میں کوئی عورت ٹکرا گئی اس نے ملا سے اپنے لئے استخارہ قرآنیہ کی درخواست کی آخر کار عورت نے ملا سے نکاح متعہ کی پیش کش کر ڈالی کیونکہ استخارہ سے اس بات کا اشارہ ملا کہ اس کا فال اس وقت باعث برکت ہوگا جب وہ متعہ کرے گی لہذا موقع غنیمت جانتے ہوئے اس نے اس دینی شخصیت سے متعہ کی درخواست کی۔

اس عورت کا کہنا ہے کہ اس ملا نے اس کی درخواست قبول کر لی اور اس کے ساتھ صرف ایک گھنٹے کے لئے متعہ کر لیا اور ۲۰ تومانا بحیثیت مہر متعین کئے گئے دوسرے دن ایک دوسری عورت اس کے پاس آئی اور اس نے بھی اپنی بیٹی کو ایک رات کے لئے ۵۰ تومانا کے بدلہ نکاح متعہ کی خاطر اس کی خدمت میں پیش کیا۔

شہلا الحارمی کا کہنا ہے: ایک ملا کا کہنا ہے کہ میں اپنے دوستوں میں سے ایک دوست کے ساتھ کھڑا تھا میرا دوست سید تھا اس کے قریب ایک عورت آئی اتفاق سے ہوا کا جھونکا آیا اور اس کا نقاب کھل گیا جس سے اس کے چہرے کا نظارہ ہو گیا وہ بڑی ہی حسین و جمیل تھی۔ وہ مسکرا کر کہنے لگا کہ ہم ملا لوگ مناسب کو الٹی کی عورتوں کی پہچان رکھتے ہیں۔

وہ کہتی ہیں کہ اس ملا کو بھنک لگ گئی کہ اس کے دوست کے منہ میں بھی اس عورت کے لئے پانی آ رہا ہے تو اس نے جلد بازی میں اس عورت سے سوال کیا کہ: کہیں تمہارے ساتھ تمہارا شوہر تو نہیں! اس عورت نے جواب دیا نہیں اس ملا کا کہنا ہے کہ میرے سید دوست نے بھی اس کے سامنے یہ تجویز رکھی تو اس نے اثبات میں جواب دیا اس وقت سے میرا دوست جب بھی مجھے دیکھتا ہے تو اس احسان پر میرا شکر یہ ادا کرتا ہے۔ (ص ۲۴۰)

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ: یہ انفرادی یا ذاتی تصرفات ہیں۔

ہم اس کے جواب میں یہ کہیں گے کہ یہ وہ تصرفات ہیں جو خود شیعہ کی روایات سے ثابت شدہ ہیں ہم نے ان کی معتمد کتابوں سے چن چن کر اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حیران کن بات یہ اس قسم کے خرافاتی کام شیعہ کے مذہبی لوگ کرتے ہیں۔

آپ دیکھیں گے شیعوں ملاحظرات متعہ کے جواز میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیتے ہیں اور شیعہ حضرات اپنے مختلف شعائر میں سے اس شعیہ کو انجام دینے کے لئے ہر وقت حریص نظر آتے ہیں۔

اور انہیں اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ وہ جس اعتقاد پر قائم ہیں وہ سراسر گمراہی اور کجروی ہے اس کے باوجود اس پر مصر ہیں کیونکہ ان کو ایسا عقیدہ اختیار کرنے میں عوام کی بہو بیٹیوں کی عزت و آبرو سے کھلواڑ کی کھلم کھلا آزادی مل جاتی ہے لہذا وہ اس اعتقاد کا زور و شور سے دفاع کرتے ہیں۔ (العیاذ باللہ)



## متعہ کے مفاسد!

آخری گزارش کے طور پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ متعہ کی بے شمار خرابیاں اور بہت سے مفاسد ہیں ذیل میں ان میں سے بعض کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔

نمبر (۱)..... متعہ کے مفاسد میں ایک یہ ہے کہ انسان متعہ میں اپنی بیٹی کے ساتھ جماع کرنے کا مرتکب ہو جاتا ہے مثلاً کوئی شخص کسی ایسے ملک میں گیا ہے جہاں متعہ جائز سمجھا جاتا ہے وہاں اس نے کسی عورت سے متعہ کیا اور اس سے شہوت پوری کی اور واپس اپنے ملک چلا آیا اس نے عورت سے ایک بار یا دو بار یا ایک گھنٹے یا دو گھنٹے یا ایک رات یا دو رات یا ایک ماہ یا دو ماہ کی شرط پر نکاح کیا ہے لیکن اس شخص کو بالکل علم نہیں ہے کہ وہ اس جماع سے حاملہ ہوئی یا نہیں ہوئی ایک عرصہ بعد وہی شخص دوبارہ متعہ کی نیت سے واپس اسی ملک جاتا ہے اور اس عورت کی بیٹی سے متعہ کرتا ہے یا اس شخص کا بیٹا آتا ہے اور اپنی بہن سے جماع کرتا ہے علیٰ ہذا القیاس دیگر محرمات کی مثال بھی دی جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے محفوظ رکھے۔

یہ اس صورت میں ہے جب یہ تسلیم کیا جائے کہ وہ لڑکی اس کی بہن یا اس شخص کی بیٹی ہے ورنہ حقیقت ہے کہ وہ حرامی لڑکی ہے جس کو بنت زنا کہا جائے گا لیکن خود شیعہ مذہب کے مطابق متعہ سے پیدا ہونے والی لڑکی شرعاً اس شخص کی بیٹی تصور کی جائے گی جس کے نطفے سے وہ پیدا ہوئی ہے لیکن اہل سنت والجماعت کے نزدیک وہ حرامی یعنی بنت زنا شمار کی جائے گی لہذا اس کو شرعاً صلبی اولاد میں نہیں گردانا جائے گا۔

نمبر (۲)..... متعہ کے مفاسد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کی وجہ سے میراث کی مساویانہ تقسیم ختم ہو کر رہ جاتی ہے متعہ کرنے والے کو یہ تک علم نہیں ہوتا کہ اس کی کتنی اولاد ہے گویا اس

ملک میں اس کے بیٹا ہے تو دوسرے ملک میں اس کی ایک بیٹی ہے اور کسی تیسرے ملک میں اس کی جڑواں اولاد موجود ہے۔

نمبر (۳)..... متعہ کے اعتقاد سے عورت کی عزت پامال ہوتی ہے جو بازار جنس میں اسے نیلام کرنے کا ذریعہ ہے حالانکہ عورت کو اللہ تعالیٰ نے عزت و کرامت سے نوازا ہے۔

نمبر (۴)..... متعہ میں حسب و نسب کا کھلم کھلا ضیاع ہے۔

نمبر (۵)..... متعہ سے شرعی نکاح ختم ہو جاتا ہے۔

یعنی اس کی وجہ سے جو انسان اسلام یہ کہنے کے مجاز قرار پا جائیں گے کہ وہ شرعی نکاح کیوں کریں؟ جب ایک مٹھی جو میں یا ربع دینار میں متعہ منعقد ہو سکتا ہے تو شادی بیاہ کے بے پناہ اخراجات سے یہی بہتر ہے اور اگر کسی میں تقویٰ اور پرہیزگاری کی رمت نہیں پائی جاتی تو اس کو متعہ سے کون روک سکتا ہے۔

نمبر (۶)..... متعہ کے مفسد میں سے یہ بھی ہے کہ اس کو جائز قرار دینے سے زنا کا دروازہ کھل جاتا ہے اور زانی مرد و عورت متعہ کے نام پر شہوت رانی کرتے ہیں۔

نمبر (۶)..... نکاح شرعی کا ایک اہم ترین مقصد نسل انسانی کی بقا ہے لیکن متعہ سے انسانی نسل کشی لازم آتی ہے۔

یہ چند ایسے امور ہیں جو متعہ کے مفسد میں کلیدی حیثیت کے حامل ہیں میں نے چاہا کہ اس موقع پر متعہ کے اضرار و مفسد پر مختصراً روشنی ڈال دی جائے اور متعہ کا حکم بھی بیان کر دیا جائے جس کے جواز کے طور پر یہ کہتے ہیں کہ متعہ دین محمد ﷺ کی عین غرض و غایت ہے میرا خیال ہے کہ یہ شیعہ کا گمان باطل ہے یا وہ دین محمد پر جھوٹ کہتے ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! دین محمد ﷺ سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے محمد ﷺ کی ذات اس قسم کے اعتقاد فاسد سے مبرا اور اللہ کا دین اس قبیل کی خرافات سے منزہ ہے۔

متعہ حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے باخبر کر دیا ہے:

﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِغُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ  
 أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ ۝ فَمَنْ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ  
 الْعَادُونَ ۝﴾ (المعارج ۲۹ تا ۳۱)

”اور مومن اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ان کی بیویوں اور لونڈیوں  
 کے بارے میں جن کے وہ مالک ہیں انہیں کوئی ملامت نہیں۔ لہذا جو اس کے  
 علاوہ (راہ) ڈھونڈھے گا تو وہ حد سے گزر جانے والے ہوں گے۔“

والله أعلى وأعلم و صلى الله وسلم وبارك على نبينا محمد  
 وعلى آله وصحبه وسلم۔

\*.....\*



## نکاح اور متعہ میں بنیادی فرق

بعض حضرات کا خیال ہے کہ نکاح اور متعہ میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ متعہ بھی ایک قسم کا نکاح ہی ہے جو وقتی اور عارضی ہوتا ہے جب کہ بعض دیگر افراد کا کہنا ہے کہ متعہ صرف شوہر دیدہ عورت سے جائز ہے اور کنواری لڑکی سے حرام ہے۔

لیکن خود شیعہ کی اپنی مستند روایات اس بارے میں ان کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں اور نہ ان کے علماء کرام کے اقوال ہی ان کے اس دعویٰ کے ثبوت میں موجود ہیں کیونکہ ان کے علماء نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ کنواری لڑکی سے عقد متعہ جائز ہے یہی نہیں! بلکہ ان کے نزدیک تو رضیعہ سے بھی متعہ کا جواز ہے، ان میں سے بعض نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ متعہ کا اصل تعلق تو ہے ہی کنواری لڑکی سے۔ ❁

﴿وَالْبُحْصَنُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكَ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهِ مِنْهُنَّ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ فَرِيضَةً﴾ شیعہ کا جواز متعہ میں اس سے استدلال کرنا کئی اعتبار سے غلط ہے [النساء ۲۴]۔

آیت مذکورہ میں موجود کلمہ (محصنین) سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اس آیت میں محصنین سے مراد نکاح شرعی ہے نہ کہ عقد متعہ (کیونکہ عقد متعہ سے پاک دامنی اور عزت و آبرو اور ذریت و نسل کی حفاظت نہیں ہوتی) اسی لئے عقد نکاح شرعی کو عفت و پاک دامنی کا ذریعہ کہا گیا ہے (اور عفت و پاک دامنی) عقد شرعی سے ہی حاصل ہو سکتی ہے عقد متعہ سے

نہیں جیسا کہ (اسحاق بن عمارؒ سے وارد ہے کہ: انہوں نے ابو ابراہیم علیہ السلام) (الکاظم) سے اس شخص کے بارے میں دریافت فرمایا (جو زنا کاری کرے) اور اس کے پاس باندی بھی موجود ہو جس سے وہ ازدواجی تعلقات رکھتا ہو (تو کیا اس باندی سے ازدواجی تعلقات کی بنا پر اس شخص کو محسن سمجھا جائے گا) تو (انہوں نے جواب دیا) [ہاں] اس کو محسن سمجھا جائے گا (مراد یہ ہے کہ: اس پر محسن والی حد جاری کی جائے گی) اور اگر اس شخص کے پاس عقد متعہ کے بندھن میں بندھی ہوئی ایک عورت موجود ہے (اور وہ زنا کا ارتکاب کرے) تو کیا اس شخص کو محسن سمجھا جائے گا (تو آپ علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں فرمایا) [نہیں] (کیونکہ بطور باندی اس کی ملک بیمن میں دائمی طور پر ایک عورت موجود ہے) اور نکاح متعہ والی عورت کی ملکیت دائمی نہیں ہے۔<sup>①</sup>

مذکورہ بالا آیت سے مراد (متعہ نہیں ہے) بلکہ اس سے مراد نکاح شرعی ہے نہ کہ عقد متعہ محرّم ہے (جیسا کہ بعض لوگوں کا خیال ہے) [والحمد للہ]۔

اس بات میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے آج کل متعہ کے نام پر جو کچھ ہو رہا ہے وہ محض مسلمان عورتوں کی عزت و آبرو سے کھلواڑ ہے اس کے علاوہ اس کی اور کوئی حقیقت نہیں ہے) اور یہ بات آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ابتدائے متعہ کو صرف دوران سفر کو کافر عورتوں کے ساتھ جائز قرار دیا گیا تھا لیکن بعد ازاں اس کو حرام قرار دیا گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے نکاح متعہ کو اور پالتو نچر کے گوشت کو (خیبر) کے دن حرام قرار دیا۔<sup>②</sup>

اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے واسطے سے نقل کیا ہے۔

① ملاحظہ ہو: وسائل الشیعہ/ ج ۲۸ - ص ۶۸

② الاستبصار للطوسی/ ۲ - ص ۱۴۲ - اور کتاب الوسائل [العاملی الشیعی] ج ۲۱/ ص ۱۲.

امام جعفر بن محمد علیہ السلام جن کو امام صادق کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے سے عقد متعہ کے بارے میں پوچھا گیا انہوں نے جواب دیا: ہمارے یہاں یہ فاحشہ عورتوں کا مشغلہ ہے)۔<sup>①</sup>

تاریخ اسلام میں کبھی یہ نوبت پیش نہ آئی کہ مسلمان مردوں نے مسلمان عورتوں سے متعہ کیا ہو۔ یہ عصر حاضر کا سیاہ باب ہے کہ مسلمان عورت سے بھی متعہ کیا جا رہا ہے اور اس کو شریعت کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمین۔

\*.....\*